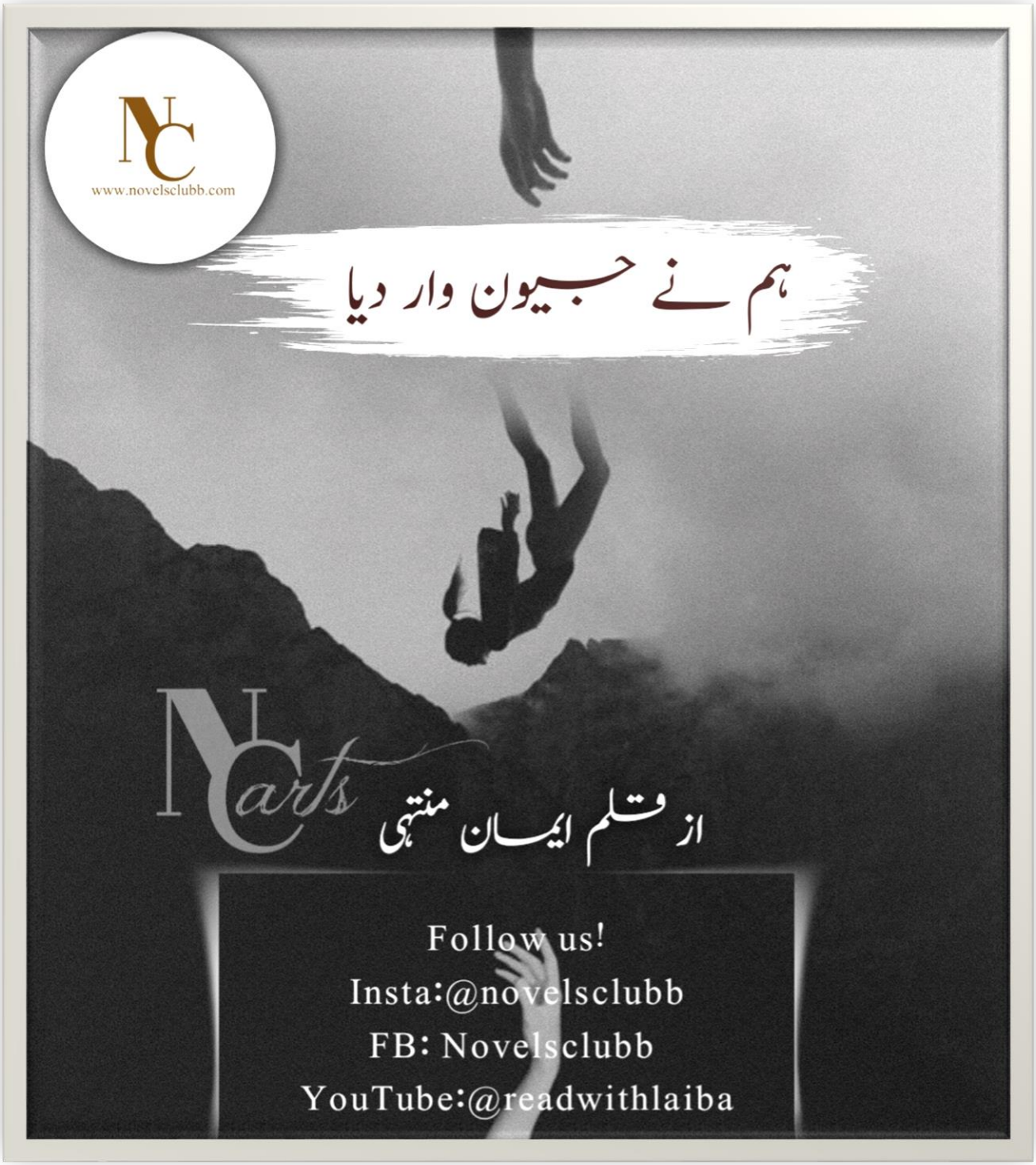
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیش لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

www.novelsclubb.com

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

****

قسط نمبر ۳

"تنہا محارب"

"جو تنہا اپنا کرب سہنا جانتے ہوں، انہیں پھر دنیا کے موجیں دریائے برد نہیں کر سکتیں۔"

www.novelsclubb.com

ہر سو گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لیکن سامنے پہاڑ پر بنی سیڑھیاں سفید مدھم روشنی میں چمک رہی تھیں۔ وہ انگلیوں سے سیاہ عبایہ ذرا سا اٹھائے سہج سہج کر قدم اٹھا رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھنے سے اس کا سانس پھول رہا تھا۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

"آپ کر سکتی ہیں، کیونکہ صرف آپ ہی یہ کر سکتی ہیں۔" نرم اور مدھم آواز گونجی تھی۔

وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ ذرا سا مسکرائی۔ سر اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی کو دیکھا۔ جس کے اوپر روشن ستارے چمک رہے تھے۔ اندھیرے میں روشنی کا واحد منبع۔ ہمت مجتمع کرتے ہوئے اس نے چند قدم اوپر کو بڑھائے۔

"مجھے میرا وعدہ نبھانے دیں پھر جو آپ کا فیصلہ ہو گا، میں قبول کروں گا۔"

اندھیرے میں پھر آواز گونجی تھی۔ اس دفعہ اس کا پاؤں کسی پتھر سے رپٹا اور وہ بے اختیار لڑکھڑا گئی۔ لبوں سے کراہ نکلی۔ پیروں سے یکدم ہی خون رسنے لگا تھا۔ درد کی اٹھتی ٹیسوں کو دباتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ فاصلہ کم رہ گیا تھا۔

"اس کا ساتھ تمہیں آزمائے گا۔"

اب کہ اس کی ہمت جواب دینے لگی۔ قدموں سے یوں جیسے جان نکل رہی ہو۔ سر میں اٹھتا شدید درد بصارت دھندلا رہا تھا۔ سر جھٹک کر لرزتے قدموں کے ساتھ چند سیڑھیاں پھلانگیں۔

"میں خود غرض ہو گیا تھا، میں نے زندگی سے صرف اپنے چند پل لینے چاہے تھے۔"

اس نے لڑکھڑاتے ہوئے آخری سیڑھی پر قدم بلند کئے۔ ہمت جواب دے گئی۔ وہ گھٹنوں کے بل گر گئی۔ لب بھینچے گہرے سانس لیتے ہوئے سر اٹھا کر چوٹی پر چمکتے ستاروں کو دیکھا۔ آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے کر دکھایا تھا۔ اس نے یہ طویل سفر طے کر لیا تھا۔ بلندیاں اس کا مقدر بن گئی تھیں۔ لیکن تبھی...

"بربادی کی نئی داستان رقم ہوئی۔"

اس کا سانس رک گیا۔آنکھوں میں بے یقینی ابھرنے لگی۔وہ کسی ساکت مجسمے کی طرح سر اٹھائے چوٹی کو دیکھ رہی تھی۔ایک دھماکے سے ستارا ٹوٹا اور پھر پہاڑ کے گرد دبیز کھائی میں گرتا چلا گیا۔چہار سو موت سا سناٹا چھا گیا۔

زمل کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی۔چہرہ پسینے سے تر تھا۔سانسیں چڑھی ہوئیں۔اس نے ہاتھ بڑھا کر گلاس میں پانی انڈیلا اور پھر ایک ہی سانس میں پی گئی۔گہرے سانس لیتے وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ کیا تھا؟" وہ سراسیمگی کے عالم میں بڑبڑائی۔آنکھیں بند کر کے پیشانی مسلی۔کوئی عجیب سا احساس تھا جو وجود پر حاوی ہو رہا تھا۔گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا جس پر رات کے ڈھائی ہو رہے تھے۔پاس ہی حبہ سو رہی تھی۔وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی۔نیند تو ویسے ہی آنکھوں سے غائب ہو گئی تھی۔شدید بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ آوازیں، اس کے زخم، اندھیروں میں کھڑی بلندی۔ پھر ایک ستارے کا ٹوٹ کر گرنا جانا اور دبیز سناٹا۔ زمل نے گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ ایک خواب ہی تو تھا، اتنا حواسوں پر کیوں سوار ہو رہا ہے؟ مگر دل کی دھڑکن ہنوز بے ترتیب تھی۔

"بربادی کی نئی داستان رقم ہوئی۔"

عجیب سی وحشت اس لمحے حاوی ہوئی۔ اس آواز کی تاثیر، کیفیت اور طرز سب ذہن سے محو ہو گیا تھا لیکن الفاظ جیسے اعصاب پر گراں گزر رہے تھے۔ سر جھٹک کر وہ بیڈ سے اٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔

*****

مغرب کے بعد شام ڈوب رہی تھی۔ کشادہ لان میں لگی روشنیاں دمک رہی تھیں۔ عارب چیئر پر بیٹھا کافی کا مگ تھامے، دوسرے ہاتھ سے اسکرین اسکرول کر رہا تھا۔ ابرو سکیڑے وہ کچھ پڑھ رہا تھا جب کرسی گھسیٹنے کی آواز آئی۔ اس نے بے اختیار سر اٹھایا۔ آنکھوں میں استعجاب در آیا۔

"خیریت ہے؟"

زیان نے پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے اسے دیکھا۔ کندھے اچکائے۔

"مجھے لگا کہ تم خفا ہو۔" بغیر کسی تمہید کے کہا۔ نگاہیں اس پر جمی تھیں۔ عارب نے بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ روکی۔ موبائل کی اسکرین بجھاتے ہوئے ٹیبل پر رکھ دیا۔ پیچھے کو ہوتے ہوئے چہرے پر سنجیدگی طاری کر لی۔ تو اب the skipper زیان ارتضی اس سے معذرت کرے گا۔ سوئیٹ۔

"صحیح لگا تھا۔" اس نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔ "ماموں سے پھر کوئی بات ہوئی تھی؟"

"نہیں۔" انداز میں قطعیت تھی۔

"میں بھی کس سے سچ کی امید کر رہا تھا۔" عارب نے تاسف سے سر جھٹکا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"آئی ایم سوری۔ تمہیں ہرٹ کرنے کے لئے۔" آواز دھیمی تھی۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ گردن موڑے درختوں پر لگی لائیٹس پر نگاہیں جمی تھیں۔

عارب نے مگ لبوں سے ہٹاتے ہوئے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ سر کے خم سے معذرت قبول کی۔

"تم جانتے ہو کہ تم بدل گئے ہو؟"

"جانتا ہوں۔"

"پھر بھی؟" حیرت سے ابرو چکائے۔ زیان نے نگاہیں اس کی طرف پھیریں۔ گہری سانس لے کر آگے ہوا۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات کلئیر کر لیتے ہیں، عارب۔ میں محبت، وفا، بھروسے جیسے معاملات سے بہت آگے نکل چکا ہوں۔ پچھلے تین ماہ میں جو بھی ہوا، اس نے مجھے اتنا بددل کر دیا ہے کہ میں صرف تنہا رہنا چاہتا ہوں۔ میں خود کو کسی بھی نئی تکلیف سے بچانا چاہتا ہوں۔ کسی اور امتحان میں جی کر پھر سے لہولہان نہیں ہونا چاہتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس میں کچھ غلط ہے۔"

عارب خاموشی سے سن رہا تھا۔ بالآخر تین ہفتوں بعد موصوف کو یاد آ ہی گیا کہ اس بارے میں بھی بات کرنی چاہیے۔

"تم ہر کسی کو ایک ہی ترازو میں تول رہے ہو۔ سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔"

"مجھے ملنے والے سب ایک ہی جیسے تھے۔" اس کا انداز نارمل تھا۔ چہرہ ویسے ہی سنجیدہ تھا۔ البتہ سیاہ ہوتی کتھئی آنکھوں میں کرب جھلک رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں عارب کہ تم، مائعزم اور انابیہ میرے ساتھ مخلص ہو۔ تم لوگوں کو میری پرواہے لیکن..." اس نے گہری سانس لی۔ "مجھے اب بھروسہ کرنے سے خوف آتا ہے۔ کیونکہ کرچی ہوئے مان سے زیادہ تکلیف دہ کچھ نہیں ہوتا۔"

بے تاثر چہرے کا خول چٹخنے لگا تھا۔ اس نے بے اختیار گہری سانس کھینچ کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ عارب جانتا تھا کہ اس کا بھروسہ کہاں ٹوٹا تھا، یقین کس نے توڑا تھا، اعتماد کی دھجیاں کیسے اڑی تھیں۔

"رشتوں کے لئے لڑنا چاہیے، زیان۔" گھمبیر ہوتے لہجے میں کچھ سمجھانا چاہا۔ وہ یاسیت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زیان کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ اس نے سر جھٹکا۔

"کیا فائدہ، جب ایک دن وہی رشتے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں؟ جب آخر میں تنہا ہی رہنا ہے تو کیوں خود کو اس اذیت سے گزارا جائے؟"

عارب مٹھی گال تلے ٹکائے اسے دیکھتا رہا۔اس کے ذہن میں یہ بات پختہ ہو چکی تھی۔سو تصحیح نہیں کی۔بحث کا ارادہ ترک کر دیا۔وہ اسے بولنے دینا چاہتا تھا۔

"مائعزم سمجھتی ہے کہ میں ایک ڈھیٹ انسان ہوں جسے اپنی ماں کی کوئی فکر نہیں، انابیہ کے بقول میں ایک دن اپنی غلطیوں کی سزا بھگتوں گا، حانم غصہ کرتی ہیں کہ میں خود کو تنہا کر رہا ہوں۔تمہارے نزدیک میں ایک ایسا بے حس انسان ہوں جسے دوسروں کے احساسات یا محبت کی کوئی پروا نہیں ہے اور ڈیڈ..." آنکھوں کا کرب آواز میں اتر آیا۔"ان کے لئے میرا وجود رکھنا ہی سب سے بڑا جرم ہے۔سو جب مجھے کوئی سمجھ نہیں سکتا، میری کہانی کی گہرائی میں نہیں اتر سکتا، میں جیسا ہوں ویسا قبول نہیں کر سکتا تو کیوں اپنی توانائی خود کو صحیح ثابت کرنے میں خرچ کروں؟"

دھیمے مگر پر تپش لہجے میں چھپی کرچیاں عارب نے واضح محسوس کی تھیں۔وہ پل کے لئے اپنی جگہ پر بیٹھا رہ گیا۔وہ صحیح کہہ رہا تھا، وہ اسے بے حس سمجھنے لگا تھا۔اس نے سر جھٹک کر زیان کو دیکھا جو دو انگلیوں سے کنپٹی مسل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں وضاحت دینی چاہیے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ اپنی جگہ کلیئر کرنے کے لئے تم کسی کو اپنا رازداں بناتے۔ ہر بوجھ تنہا اٹھانے والے ایک دن یوں بکھرتے ہیں کہ پھر ان کا جڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔" لہجے میں سنجیدگی تھی۔

زیان نے بے اختیار نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تمہیں یہ کیوں لگا کہ ہم تمہارا یقین نہیں کریں گے؟" عارب نے مستحکم لہجے میں پوچھا۔

"کیونکہ کسی نے نہیں کیا تھا۔"

"دنیا نے نہیں کیا تھا۔ ہم نے کیا تھا، اعظم انکل نے کیا تھا۔ یہ کافی نہیں تھا؟"

زیان خاموش رہ گیا۔ وہ اسے حقیقت نہیں بتا سکتا تھا۔ جس نے یقین نہیں کیا تھا، اس کی بے یقینی ہر بھروسے کو عدم کر گئی تھی۔

"فائن۔" عارب نے گہری سانس لی۔ "مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم تنہا رہنا چاہتے ہو، نہ ہی یہ کہ تم ہماری موجودگی میں غیر آرام دہ ہوتے ہو..."

"میں نے یہ کبھی نہیں کہا۔" زیان نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ انداز میں بے چینی تھی۔ عارب زیر لب مسکرایا۔

"تم تنہا رہنا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ ایک ہی بات ہے۔" وہ جان بوجھ کر اسے اس موضوع تک لا رہا تھا۔

"میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ کوئی میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ میں جو کر رہا ہوں، کرتا رہوں۔"

www.novelsclubb.com

"اور تم کیا کر رہے ہو؟" عارب نے ابرو چکائے پوچھا۔

زیان پل کے لئے خاموش ہوا۔ ماتھے پر گرتے بالوں کو پیچھے کیا۔ چند لمحے سکوت رہا۔

"ابھی کچھ نہیں کر رہا لیکن جلد کروں گا۔"

"کیا؟"

"مخفی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ میں جس کا ٹارگٹ ہوں، وہ مجھے جانتا ہے لیکن میں اسے نہیں جانتا۔ بس میں یہی پتہ لگاؤں گا کہ وہ کون ہے۔"

عارب نے ابرو چکائے اسے دیکھا۔ بس؟ یہ سب سیدھا کیوں لگ رہا تھا؟ لیکن ابھی وہ اس سے یہ بحث نہیں کر سکتا تھا۔

"اوکے، تم کرو جو کرنا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔ لیکن ایک شرط پر۔"

www.novelsclubb.com

"کہ مجھے جو پتہ لگے گا، وہ میں تم سے نہیں چھپاؤں گا۔" وہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔

"بالکل۔" عارب نے سر ہلایا۔

زیان نے گہری سانس لے کر بنا کچھ کہے سر جھٹک دیا۔

"اگر تم فری ہو تو، کل مائعزم پارٹی دے رہی ہے۔"

"کس لئے؟" سوالیہ ابرو چکائی۔

"کیفے کی رینو ویشن کا کام مکمل ہو گیا ہے پھر انابیہ کی ویلکمنگ پارٹی بھی ہے۔ دونوں کی ٹریٹ دے رہی ہے۔اب ہر کوئی تمہارے جیسا کنجوس نہیں ہوتا۔" آخر میں اس نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔

زیان جواب دیئے بنا چند لمحے کچھ سوچتا رہا، اس نے کل مون لائٹ ہوٹل جانا تھا۔ لیکن مائعزم کی پارٹی چھوڑنے کا مطلب تھا کہ معاملات مزید بگاڑنا۔ حقیقت بھی نہیں بتا سکتا تھا۔

"اوکے، میں آجاؤں گا۔" اس نے حامی بھر لی۔ ہوٹل کا کام صبح دیکھ لے گا۔

"احسان۔" عارب نے مشکور لہجے میں کہا تھا۔

*****

زرد سیلنگ لائیٹس میں منور کمرے کے ساتھ ملحقہ اسٹڈی میں دھواں پھیلا تھا۔ کاؤچ پر نیم دراز اعتزاز دائیں ہاتھ میں پکڑے سگریٹ کے سلگتے کونے کو انگلی سے چھو رہا تھا۔ تپش کا احساس بڑھنے لگا۔ وہ سرخ آنکھوں کے ساتھ ہلکا سا مسکرایا۔ چند لمحوں تک انگلی کی جلد جھلستی رہی پھر اس نے بدمزگی سے سیگریٹ پرے اچھال دیا۔ اسے شدید کوفت کا احساس ہو رہا تھا۔

"اس وقت کیوں بلایا؟" ابتہاج دروازہ دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"میں نے کہا تھا کہ پرسوں کاروائی ہونی چاہیے۔" ماتھے پر بل ڈالے اس کا انداز خشک تھا۔ ابتہاج گہری سانس لیتے اس کے سامنے بیٹھ گئے۔

"زیان ارتضی کی آبسیسشن سے نکلو تو تمہیں علم ہو کہ ہم لڑکے کو تیار کر چکے ہیں، پرسوں کام ہو جائے گا۔" ان کا انداز سپاٹ تھا۔ اعتزاز کو تو پہلی بات پر تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"وہ آبسیسشن نہیں، میرا انتقام ہے۔بس اتنا سوچو ابتہاج کہ اگر ایک انسان تمہارے باپ اور بھائی کو جان سے مار دے تو تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟" وہ غرایا تھا۔

دھویں کے اٹھتے مرغولے ساکن ہو گئے۔

"میں نے اس کی منت کی تھی کہ میرے بھائی کو بچا لے۔میں، اعتزاز آفندی جس نے کبھی گردن نہیں جھکائی، اس شخص کے آگے پورے قد سے جھکا تھا، لیکن اس نے میرے بھائی کو مار دیا۔" وہ طیش سے کہتا آپے سے باہر ہو رہا تھا۔اس کے ہر انداز میں تنفر تھا۔ابتہاج تاسف سے اسے دیکھتے رہے۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں اس وقت اس کے کتنے ٹکڑے کرنا چاہتا تھا لیکن میرے مائیٹی ڈیڈ پر نیکی کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔" وہ تلخی سے ہنسا۔"میں گیارہ ماہ خود پر جبر کرتا رہا، اور پھر..."

اس کے الفاظ ٹوٹ گئے۔آنکھوں میں کرب اتر آیا۔

"میرے ڈیڈ کو بھی مار دیا۔"

اس دفعہ ابتہاج نے اسے نہیں ٹوکا۔وہ خاموشی سے سن رہے تھے۔

"جب میں نے اپنے باپ کی لاش کے پاس اس کی تصویر دیکھی،ایک لمحے کے لئے میرا دل چاہا کہ میں وہیں اسے جان سے مار دوں لیکن نہیں۔"اس نے رک کر گہری سانس کھینچی۔"ایسے وہ ایک دفعہ مرتا۔میں اسے بار بار مارنا چاہتا تھا۔ٹھیک ویسے ہی جیسے اس نے مجھے ختم کیا تھا۔"

"اور اگر وہ تم تک پہنچ گیا تو؟"

وہ استہزائیہ مسکرایا۔

"میں اسے ذہنی طور پر اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا کہ وہ میرے پیچھے آسکے۔"

پر تپش لہجے میں کاٹ اتر آئی۔

www.novelsclubb.com

ابتہاج نے گہری سانس لی۔وہ اسے نہ پہلے سمجھا سکے تھے اور نہ اب روک پائیں گے۔

*****

آسمان کے کناروں سے چڑھتی صبح منظر کو روشن کر رہی تھی۔پارک میں اکا دکا لوگ تھے۔سیاہ اسکارف لپیٹے مائعزم غائب دماغی سے ٹریک پر قدم اٹھا رہی تھی۔ہاتھ جیبوں میں ڈالے نگاہیں سامنے جمی تھیں۔خوبصورت آنکھوں میں چھائی ویرانی گہری ہو رہی تھی۔

ذہن میں ابھرتا چہرہ اسے پھر اسی وحشت ناک کرب میں دھکیلنے لگا۔اس نے بے اختیار سر جھٹک کر خود کو ان آنکھوں کے سحر سے آزاد کرنا چاہا۔جو ناممکن ہو اس کے بارے میں سوچنا بھی مائعزم نور کے لئے محال تھا۔لیکن یہاں...اس نے بے بسی سے آنکھیں بند کیں...وہ خود کو روک نہیں پاتی تھی۔

"یہ لاحاصل ہے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ خود کو اذیت دے رہی ہیں۔" پہلو میں وہی چمکدار آنکھوں والا بچہ قدم اٹھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ مائعزم نے نگاہیں نہیں پھیریں۔ البتہ آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"جس نے یہ ناممکن کی خواہش میرے اندر ڈالی ہے، ممکن بھی وہی بنائے گا۔" مستحکم لہجے میں یقین تھا۔ بچے نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"اتنا کچھ ہو گیا ہے، آپ پھر بھی اتنی پر یقین کیوں ہیں؟"

مائعزم نے جواب نہیں دیا۔ وہ بس ویسے سامنے دیکھتی قدم اٹھاتی رہی۔ بھیگی آنکھوں کے آنسو اندر اتار لئے۔ اسی لمحے کوئی بھاگتا ہوا اس کے قریب سے گزرا تھا، کندھے سے کندھا ٹکرایا۔ مائعزم نے چونک کر دیکھا پھر آنکھوں میں ناگواری اتر آئی۔

بھاگتے ہوئے لڑکے نے مڑ کر ایک دل جلا دینے والی مسکراہٹ اچھالی۔ مائعزم نے ضبط سے خود کو روکا پھر مڑ گئی۔ ٹریک تبدیل کر لیا۔ چہرے پر کلفت چھا گئی تھی۔

وہ بنچ پر آ بیٹھی اور موبائل نکال لیا۔ایک طائرانہ نگاہ ارد گرد ڈال کر اسکرین روشن کی۔وہ انابیہ کے میسج کا جواب دے رہی تھی جب ساتھ کوئی دھپ سے بیٹھا۔وہ بدک کر اٹھی۔چہرہ سرخ پڑنے لگا۔لڑکے نے تیزی سے اس کی کلائی پکڑی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ تھوڑی دیر بات کر لیتے ہیں۔"انتہائی لوفرانہ انداز تھا۔

مائعزم کا دماغ گھوم گیا۔مخصوص زوایے پر بازو کو گھما کر کلائی کو جھٹکا دے کر آزاد کروایا اور اگلے ہی لمحے پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔

"امید ہے کہ تمہیں یہ تھپڑ لمبے عرصے تک یاد رہے گا۔"زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کے تاثرات دیکھنے کے لئے رکی نہیں تھی۔وہ ششدر سا بیٹھا رہ گیا۔جنہیں گھر سے روکا نہیں جاتا وہ پھر یونہی دنیا کے ہاتھوں خوار ہوتے ہیں۔

تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔کار کے سامنے رک کر اس نے کلائی پر نظریں جھکائیں۔آنکھوں میں بے بسی کے احساس کے تحت پانی بھرنے لگا۔

ہر دفعہ وہی نشانہ بنتی تھی۔کیوں دنیا اسے جینے نہیں دیتی؟اس نے سختی سے آنکھیں رگڑ دیں۔

"کیا ہوا؟"

عقب سے ابھرتی آواز پر وہ بے اختیار پلٹی۔تنے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔آنکھوں میں مبہم سا خفیف تاثر ابھرا۔

سیاہ ٹریک سوٹ میں ملبوس،کانوں میں ائیر پوڈز لگائے،بکھرے بالوں کے ساتھ زیان اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔وہ شائد تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔

"کچھ نہیں۔"مائعزم نے آنکھیں رگڑیں۔"تم جلدی آگئے ہو یا میں لیٹ ہوں؟"

"دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔"اس نے ایک نگاہ اس کے ہاتھوں پر ڈالی۔دائیں کلائی کو وہ نامحسوس انداز میں دبا رہی تھی۔زیان نے بے اختیار لبوں تک امڈتی مسکراہٹ روکی۔لازماً کسی کی شامت آئی تھی۔

"آج آؤ گے؟"وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"عصر کے بعد۔"

مائعزم کچھ پوچھتے ہوئے رک گئی۔سر جھٹک دیا۔جہاں بھی جا رہا ہو گا،عارب کے بندے دیکھ لیں گے۔

"چلو،پھر ملیں گے۔ٹیک کیئر۔"

وہ ائیر پوڈ دباتا پلٹ گیا۔مائعزم آنکھوں میں وہی مبہم جذبات لئے اسے جاتے دیکھتی رہی۔گہری سانس لی،خود کو خیالات کے دھارے سے نکالا اور کار کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھ گئی۔اس کے پاس کئی کام تھے۔دنیا کے غم کسی اور وقت سہی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے مڑ کر دور جاتی کار کو دیکھا۔ کتھئی آنکھوں میں کوئی سوچ ہلکورے لے رہی تھی۔

*****

کالج کے گراؤنڈ میں عقبی حصے میں اسٹیج کھڑا تھا۔ گہرے سبز رنگ کی قالین بچھی تھی۔ سامنے کھجور کے سرو قد درخت اس منظر کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔ صبح کے نو بجے ان کا دوسرا پریڈ فری تھا، سو زمل حرا کے ساتھ اسٹیج کے کونے پر کتابیں بکھیرے بیٹھی تھی۔ کتاب وسط میں رکھے وہ سر جھکائے سنجیدگی سے کوانٹم فزکس سمجھا رہی تھی۔ بالوں کو ویسے ہی اونچی پونی میں جکڑے اور گول موتیوں کے سفید ٹاپس پہنے وہ ہمیشہ کی طرح جاذب نظر لگ رہی تھی۔

"امید ہے کہ یہ ٹاپک کلئیر ہو گیا ہو گا۔ تم اسے ریوائز کرو پھر اگلے ٹاپک کی طرف چلتے ہیں۔" زمل نے رجسٹر پر پین رکھ کر حرا کی دھکیلا۔ اس نے جمائی روکتے ہوئے سست روی سے پین اٹھالی۔

"تھوڑی بریک لے لیں؟" انتہائی عاجزی سے پوچھا۔ زمل نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جو ابھی پندرہ منٹ پہلے لی تھی، وہ کیا تھی؟"

حرا نے ڈھٹائی سے شانے اچکاتے ہوئے رجسٹر بند کر دیا۔ ٹانگیں لمبی کرتے ہوئے زمل کو دیکھا جو پین لبوں میں دبائے اپنے نوٹس دیکھ رہی تھی۔

"القصیم میں بزنس کی ڈگری کرو گی؟" حرا نے جوس میں اسٹرا گھماتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں، بی بی اے۔"

"شادی وغیرہ کا کیا پلان ہے تمہارا؟"

www.novelsclubb.com

زمل کا انڈر لائن کرتا ہاتھ رک گیا۔آنکھوں میں تعجب اتر آیا۔یہ کون سا موقع تھا؟سر اٹھا کر سامنے بیٹھی اپنی دوست کو دیکھا جس کے سوالوں کے جواب دینا ہمیشہ کٹھن ہوتا تھا۔

"پلیز،اب یہ بات مت کہنا کہ مجھے شادی کا کوئی شوق نہیں ہے۔"حرا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔زمل نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے پین کا کیپ بند کیا۔

"پتہ ہے اس دنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز ہرٹ کرتی ہے؟"اس نے کتاب سائیڈ پر ڈال دی۔

حرا نے ابرو چکایا۔

"توقعات۔expectations۔"ایمبر آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔"ہم لڑکیوں کی امیدیں اور توقعات بہت اونچی ہوتی ہیں۔اتنی بلند کہ جب سامنے والا اس پر پورا نہیں اترتا تو ہم منہ کے بل گرتی ہیں۔لائف پارٹنر کے حوالے تو ہم نے ایسا شخص سوچ رکھا ہوتا ہے جو دنیا میں وجود ہی نہیں رکھتا۔"

www.novelsclubb.com

"میں توقعات کی بات نہیں کر رہی، زمل۔" حرا نے بے اختیار اسے ٹوکا۔

وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"جب دو لڑکیاں ہر وقت شادی اور شوہر کے موضوع پر بات کریں گی تو تمہارا کیا خیال ہے کہ توقعات کی عمارت اونچی نہیں ہو گی؟"

"یعنی تم شادی کے خلاف ہو؟" وہ اس کی بات کو غلط رخ دے رہی تھی۔

"شادی ایک جوا ہے، حرا۔ جن کا تجربہ اچھا ہو گا وہ لوگوں کو یہی کہیں گے کہ میریڈ لائف بہترین ہے اور جو تلخیوں سے گزرے ہوں گے، ان کے نزدیک یہ سب سے بدترین رشتہ ہے۔ سو ہم اسے جج نہیں کر سکتے۔ ہر انسان کا اپنا تجربہ ہے اور ضروری نہیں کہ ہر تجربہ ہم پر لاگو ہو۔"

وہ سر جھکائے کہتے ہوئے پین کو قالین پر گھما رہی تھی۔ حرا بغور سن رہی تھی۔

"میرا پوائنٹ یہ ہے کہ شادی ایک ایسی چیز ہے جو ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے نصیب میں کیا لکھا ہے، ہو گی بھی یا نہیں، کامیاب تجربہ رہے گا یا تلخ۔ سو جس چیز کے بارے میں ذرا بھی نہیں پتہ، اسے ڈسکس کرنے کا کیا فائدہ؟ ٹھیک ہے دوستوں میں مذاق چلتا رہتا ہے لیکن ہر وقت ایک ایسی چیز کو ڈسکس کرنا جس کے بارے میں کچھ بھی نہیں پتہ، یہ صرف ہمیں ہمارے گول سے بھٹکاتا ہے۔ یہ رزق ہے، جب ہمارے نصیب میں لکھا ہو گا تب پہنچ جائے گا۔ اس کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

حرا نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ وہ اب نوٹس کے صفحات پلٹا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یعنی تمہارے ذہن میں کوئی امیج نہیں ہے؟"

"کیوں روبوٹ ہوں؟" اس نے خفگی سے سر اٹھا کر کہا۔ "میں بس ان چیزوں کے بارے میں پریشان نہیں ہوتی۔"

"لیکن شادی ایک لڑکی پر زیادہ اثرانداز ہوتی ہے، زمل۔ خاص طور پر مڈل کلاس لڑکیوں پر۔ وہ اپنا سب چھوڑ کر ایک ایسے گھر میں آجاتی ہے جہاں سب اجنبی ہوتا ہے۔ تمہیں اس بات سے خوف نہیں آتا کہ مقابل کیسا ہوگا؟ ہم لڑکیوں کی زندگی الٹ جاتی ہے۔" حرا کے سنجیدہ لہجے میں دور کہیں تلخی بسی تھی۔

زمل نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اپنے مخصوص انداز میں مسکرائی۔

"اور تم کیا جانو کہ تمہاری زندگی الٹنے کے بعد مزید خوبصورت نہیں ہو جائے گی؟"

حرا اپنی جگہ پر بیٹھی رہ گئی۔ آنکھوں میں کچھ چمکا تھا۔ زمل ویسے ہی کہہ رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں کہ کبھی کبھار ڈر لگتا ہے۔ لیکن جب اللہ پر توکل ہو تو نہیں لگتا۔ جس نے پچھلے بیس بائیس سال ہمیں سنبھالا ہے۔ دو لوگوں کے دل میں ہمارے لئے اتنی محبت ڈال دی کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ ہمارا سوچتے ہیں تو وہی رب بعد میں کیوں اکیلا چھوڑے گا؟ وہ وہیں رہے گا، حرا۔ ہمارے قریب۔ اس شخص کو

ہماری قسمت میں اسی نے لکھا ہے، وہ جانتا ہے اور یقین کرو کہ بس وہی جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے، اس پر اتنا تو بھروسہ ہونا چاہیے کہ اس کے فیصلوں پر اعتماد ہو۔ تم نے کہا کہ ایک لڑکی اپنا سب چھوڑ آتی ہے۔ غلط۔" وہ سانس لینے کو رکی۔

"اس کا رب وہیں ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے رشتے چھوڑ کر آتی ہے۔ سب سے قیمتی رشتہ تو ساتھ ہی رہتا ہے۔" اس نے بے نیازی سے کندھے اچکا دیئے۔ آنکھوں میں سکون سا تھا۔

حرا نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ زمل اعظم لفظوں کا کھیل جانتی تھی۔

"لیکچر اچھا تھا۔ امید ہے کہ تم جلد میرے بہنوئی کو ڈھونڈ لو گی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

سارا افسوں تحلیل ہو گیا۔ زمل نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔

"تمہیں تو بالکل بھی نہیں بلانے والی، فکر نہ کرو۔ نظر لگوانے کا شوق نہیں ہے مجھے۔" اس نے بھی تپا دینے والے انداز میں کہا تھا۔ حرا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی نظر اکثر لگ جاتی تھی۔

"کیوں؟ اتنا ہینڈسم بندہ ہو گا؟"

"کون جانے؟"

زمل نے مسکرا کر نوٹس اٹھا لئے۔

*****

اسلام آباد ائیر پورٹ پر گہما گہمی تھی۔ بزنس کلاس کے ڈیسک کے پیچھے یونیفارم میں کھڑے ارسم خان نے ڈیوٹی تبدیل ہونے پر فائل آفیسر کے سامنے رکھی اور پلٹ گیا۔ کیپ اتارتا وہ لاؤنج کی طرف جا رہا تھا جب ٹھٹک کر رکا۔ گہری سانس لے کر اپنے سے آگے چلنے والے نفوس کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔

کیفے میں زیادہ رش نہیں تھا۔ارسم کرسی گھسیٹ کر بیٹھا اور سوالیہ نگاہیں اٹھائیں۔

"جاب کیسی جا رہی ہے؟"نائل نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"کیا یہی پوچھنے آئے ہو؟"اس کا لہجہ خشک تھا۔

"ہاں۔"اس نے ڈھٹائی سے دانت نکالے۔ارسم نے بنا کچھ کہے سر جھٹک دیا۔

"جس کام سے آئے ہو، وہ کہو۔"

"اتنا اکڑ کیوں رہے ہو؟مت بھولو کہ اگر ہم یہ جاب نہ دلواتے تو ابھی کہیں بھوکے مر رہے ہوتے۔"صیغم نے ماتھے پر بل ڈالے درشتی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

اہانت کے احساس کے تحت ارسم چہرہ سرخ پڑنے لگا۔مگر بولا کچھ نہیں۔

"تمہارے لئے ایک کام ہے۔"نائل کی بات پر بھی وہ خاموش رہا۔

"اگر تمہارا ڈیئر دوست ملک سے باہر جانے کی کوشش کرے گا تو تم ہمیں بتاؤ گے۔"

"بالکل، ساری دنیا چھوڑ کر ایک یہی ائیر پورٹ رہ گیا ہے نا۔" ارسم کا انداز طنزیہ تھا۔ صیغم نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"زیادہ بکواس نہ کرو، ہمیں ہمارے کام کا زیادہ پتہ ہے۔ جتنا کہا ہے، اتنا ہی کرو۔"

"کول ڈاؤن۔ اتنی مرچیں کیوں چبا رہے ہو تم دونوں؟ طریقے سے بات کی جا سکتی ہے۔" نائل نے دخل اندازی کی۔ "ارسم، جیسے ہی لسٹ میں اس کا نام نظر آئے تو فوراً ہمیں اطلاع کرنا۔ دیر کی صورت میں انجام جانتے ہو نا۔" آخر میں اس کا لہجہ سرد ہو گیا۔

ارسم نے بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد وہ وہیں بیٹھا رہا۔ نگاہوں کے سامنے تین ماہ قبل کا منظر گھوم رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

یونیورسٹی کے کیفے میں کافی گہما گہمی تھی۔زیان نے فرنچ فرائز کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے ارسم کو دیکھا جو الجھا ہوا لگ رہا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا مگر ارسم کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔وہ ویسے ہی اپنے خیالوں میں ڈوبا رہا۔زیان کو حیرت ہوئی۔

"ارسم۔"

وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا پھر سر جھٹکتے ہوئے کولڈ ڈرنک قریب کر لی۔

"کیا بات ہے؟پریشان لگ رہے ہو؟"پیچھے کو ٹیک لگائے وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔"وہ لمحے کے لئے گڑبڑا گیا۔"تم نے اسائنمنٹ مکمل کر لی؟"

زیان نے ابرو چکا کر اسے دیکھا مگر سر کو خم دیتے ہوئے کچھ پوچھا نہیں۔

"ہائے،ZI۔"اس کے عقب سے شوخ آواز گونجی۔

ارسم نے کھنکھارتے ہوئے لبوں پر مٹھی رکھ لی۔زیان نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں پھر کرسی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا۔وہ اس کے بیچ کی سب سے تیز طرار لڑکی تھی۔اسے اٹھتے دیکھ کر تیزی سے آگے آئی۔

"تم نے لاسٹ لیکچر کے نوٹس لئے تھے؟دراصل..."

"نہیں۔"اس کی بات کاٹ کر وہ انتہائی خشک انداز میں بولا تھا پھر ارسم کو اشارہ کرتا باہر بڑھ گیا۔لڑکی کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔کیفے میں دبا دبا سا قہقہہ گونجا۔

"اتنا روڈ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟"ارسم خفگی سے کہہ رہا تھا۔

"بالکل،جیسے تم اسے جانتے نہیں ہو۔"

ارسم نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔کیمپس کی سیڑھیوں پر بیٹھا وہ جھک کر تسمے باندھ رہا تھا۔

"آج کل لڑکے لڑکیوں کی بے تکلفی بہت عام بات ہے۔"

"ہوتی رہے۔میں اپنی ویلیوز معاشرے کے حساب سے سیٹ نہیں کرتا۔جو چیز چودہ سو سال پہلے غلط تھی،وہ آج بھی غلط ہے۔میرے لئے ہر دلیل بے معنی ہے۔"

ارسم کتابیں سائیڈ پر رکھتا اس سے ایک اسٹیپ اوپر بیٹھ گیا۔

"لیکن اس کی مدد تو کر سکتے تھے نا،اس میں کیا غلط تھا؟"

"بالکل کرتا اگر مجھے یقین ہوتا کہ اسے مدد کی ضرورت ہے۔صنف مخالف سے بات کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں۔عزت اتنی ارزاں نہیں ہوتی کہ اس کا یوں تماشا لگایا جائے۔"

www.novelsclubb.com

پل کے لئے ارسم کا دل ڈوب گیا۔اس نے یاسیت سے اس کا جھکا سر دیکھا۔

"تمہارے لئے عزت بہت معانی رکھتی ہے؟"آہستگی سے پوچھا۔

"کس کے لئے نہیں رکھتی؟" زیان نے مڑ کر تعجب سے پوچھا۔ارسم نے کندھے اچکا دیئے۔

"عزت خواہ مرد کی ہو یا عورت کی،اس کی اہمیت ایک جتنی ہے اور بہت زیادہ ہے۔کسی کو اسے خراب کرنے کا حق نہیں ہے،خود ہمیں بھی نہیں۔"

"مگر معاشرہ مرد کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔" اس نے جیسے تاویل دینا چاہی۔

اس کی باتوں میں چھپی حکایات سے قطعی انجان زیان ہلکا سا مسکرایا۔ارسم نے بے اختیار نگاہیں چرا لیں۔

www.novelsclubb.com

"معاشرہ کر دیتا ہے،لیکن نہ ضمیر بھولنے دیتا ہے اور نہ خدا معاف کرتا ہے۔یہ کافی ہونا چاہیے۔"

ارسم نے نامحسوس انداز میں ماتھے پر آیا پسینہ آستین سے رگڑا۔

"تمہیں سب سے زیادہ خوف کس چیز سے آتا ہے؟"

زیان کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ ذہن کے پردے پر سسکیاں لہرائیں۔ بھیگی متورم آنکھوں کی اذیت نگاہوں کے سامنے گھومی۔ آنکھوں میں کرب اتر آیا جسے ارسم نہ دیکھ سکا۔

"بے گناہ ہوتے ہوئے بھی رسوا ہونے سے۔" اس کا لہجہ دھیما تھا۔ گراؤنڈ پر جمی نگاہوں میں زخمی پن تھا۔

ارسم پر کسی نے ٹھنڈا ٹھار پانی الٹ دیا۔ وہ شل بیٹھا رہ گیا۔ ہتھیلیاں جیسے پسینے سے بھیگ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" زیان نے مڑ کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر اندروانی اذیت کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ وہی کمپوزڈ سا تاثر تھا۔

"ویسے ہی۔" وہ سنبھل کر مسکرایا۔ "چلو، کلاس کا وقت ہونے والا ہے۔"

وہ اس سے نگاہیں چرائے اٹھ کھڑا ہوا۔

"عارب کی پوسٹنگ پنڈی کب ہو گی؟"

"اگلے ہفتے تک۔" زیان کے چہرے پر بے اختیار سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ارسم نے رک کر اس کے تاثرات دیکھے۔وہ چمک جو کتھئی آنکھوں میں اتری تھی،وہ بیش بہا تھی۔

"You care for him,Dont you?" ارسم نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"آف کورس۔" اس نے شانے اچکا دیئے۔

"وہ اس خلا کو پر دے گا۔" گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر بڑھ گیا۔

"کون سا خلا؟" زیان نے اچھنبے سے پوچھا۔اس کا انداز اتنا عجیب کیوں ہو رہا تھا؟

"نیور مائینڈ۔ سر آ چکے ہیں، جلدی کرو۔"

زیان سر جھٹکتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا۔

اناؤسمنٹ کی آواز نے ارسم کو حال میں کھینچا تھا۔ سر ہاتھوں میں گرائے وہ چند پل وہیں بیٹھا رہا۔

زیان ارتضی جس برے خواب سے ڈرتا تھا، ارسم خان نے اس کی تعبیر حقیقت کر دی تھی۔

*****

کشادہ لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ملائکہ بالوں میں انگلیاں چلاتی کچن کے دروازے تک آئی جب اندر سے ابھرتی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"حانم، آپ روزیہ ٹاپک کیوں شروع کرتی ہیں؟" مٹھی پر پیشانی ٹکائے تکان سے کہتے ہوئے وہ زیان تھا۔

''ماں ہے وہ تمہاری زیان۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ کیا دوائیاں اور پیسے پہنچا دینے سے تمہارا فرض ادا ہو جاتا ہے؟''زرینہ برہمی سے کہہ رہی تھیں۔ ملائکہ آہستگی سے آگے آئی۔ وہ دونوں اس کی موجودگی سے بے خبر تھے۔

''آپ یہی چاہتی ہیں کہ میں یہاں سے اٹھ جاؤں؟''اس نے پلیٹ پرے کر دی۔ ہمیشہ کی طرح ناشتہ حرام ہو چکا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔ البتہ آنکھوں میں تھکن تھی۔ زرینہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

ملائکہ کے لبوں پر مدھم مسکراہٹ پھیل گئی۔ گویا طمانیت کی لہر دوڑی تھی۔

''انہیں ان مادی چیزوں سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔ تم اس قدر پتھر کیوں ہو گئے ہو؟''

وہ خاموش تھا، خاموش ہی رہا۔ ملائکہ کھنکھار کر آگے آئی۔ زرینہ بے اختیار پلٹیں۔ البتہ زیان نے نظریں پھیرنے کا تکلف بھی نہیں کیا۔

"کچھ چاہیے تھا بیگم صاحبہ؟"

"ہوں، ایک کپ چائے۔" کہتے ہوئے ایک سرسری سی نگاہ زیان پر ڈالی جو جوس کا گلاس اٹھا رہا تھا۔

"آج ناشتے پر نہیں آئے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

زیان نے کوفت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ وہ جتنا دور رہنے کی کوشش کرتا تھا، وہ اتنا ہی مخاطب کرتی تھی۔

"سر میں درد تھا۔"

"تمہیں اپنا چیک اپ کروانا چاہیے۔ مائیگرین کے علاوہ یہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

زیان نے بے تاثر نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ کچن میں داخل ہونے کی زحمت نہیں کرتی تھی لیکن اس کو بھڑکانے کا کوئی موقع بھی نہیں چھوڑتی تھی۔ابھی بھی یہی کرنے آئی تھی۔

"اچھا ہے، کچھ نکل آئے۔آپ کا راستہ صاف ہو جائے گا۔"

ملائکہ لمحے کے لئے گڑبڑا گئی۔اتنے لٹھ مار انداز میں منہ پر کہنے کی توقع نہیں تھی۔ لیکن وہ زیان ارتضی ہی کیا جو اگلے کی امیدوں پر پورا اترے۔زرینہ نے مڑ کر ملامتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"بیگم صاحبہ آپ چلیں، میں لے آتی ہوں۔" بات سنبھالنے کے لئے انہوں نے جلدی سے کہا۔آنکھوں سے زیان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔وہ جانتی تھیں کہ بات بگڑ جائے گی۔

ملائکہ نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے گھورا۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم بات کرنے کی تمیز بھولتے جا رہے ہو۔ تربیت کا فرق اچھی طرح نظر آ رہا ہے۔" چبا چبا کر کہا۔ آنکھوں میں چھایا تنفر واضح تھا۔

بات اس کی ہوتی تھی، ذکر اس کی ماں اور تربیت کا چھیڑ دیا جاتا تھا۔

زیان کے اندر جوار بھاٹا پکنے لگا۔ ضبط سے اسے دیکھا جو پر سکون انداز میں سینے پر بازو لپیٹے سامنے کھڑی تھی۔ آنکھوں میں اکساتا ہوا چیلنج تھا۔

"تربیت کی گئی ہے، اسی لئے خاموش ہوں۔ ورنہ کیا کر سکتا ہوں، یہ تو آپ کو پتہ ہی ہو گا۔"

بظاہر دوسرے ضمن میں کی گئی عام سی بات تھی مگر ملائکہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑی۔ وہ کیا کر چکا تھا، یہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ وہ ایک قتل اس کے اندر سے ساری انسانیت نچوڑ رہا تھا۔ پل کے لئے دل ڈوب گیا لیکن چہرے سے عیاں نہیں ہونے دیا۔ بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"تم آخر کس چیز کی بنا پر ہواؤں میں اڑ رہے ہو؟" وہ اسے بھڑکانا چاہتی تھی۔اسی موضوع تک لا کر پھر سے تسخیر کرنا چاہتی تھی۔وہ اسے ذہنی طور پر مکمل کنٹرول کرنا چاہتی تھی۔

زیان بنا جواب دیئے کرسی دھکیلتا اٹھ کھڑا ہوا۔وہ جانتا تھا کہ اگر بحث طویل ہوئی تو وہ ہتھے سے اکھڑ جائے گا۔فی الحال جگہ چھوڑ دینا بہتر تھا۔

"ناشتہ تو کر لو۔" زرینہ نے بے اختیار بولیں۔

"کر چکا ہوں۔شکریہ۔" وہ ایک قہر آلود نگاہ ملائکہ پر ڈالتا پلٹ گیا۔زرینہ نے تاسف سے پیشانی کو چھوا۔

"میری چائے کمرے میں پہنچا دو۔" ملائکہ نے ضبط سے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

زرینہ نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔ ملازمہ کے ہاتھوں اس کی چائے پہنچا کر وہ لاؤنج میں آئیں تو شیشے کی دیوار کے پار پورچ سے زیان کی کار نکلتی دکھائی دی۔ وہ کھڑی اسے دیکھتی رہیں۔ آنکھوں میں کرب تھا۔ کار گیٹ سے نکلی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی لیکن زرینہ کی نگاہوں میں بہت کچھ ابھرنے لگا۔ کئی تکلیف دہ منظر اور کئی اذیت ناک ٹکڑے۔ وقت کی دھول اڑی اور ماضی کے صفحے پلٹنے لگے۔

صبح سے دوپہر ہوئی اور پھر شام چھا گئی۔ لاؤنج نیم اندھیر تھا۔ سائرہ صوفے کے آگے زمین پر اکڑوں بیٹھی تھی۔ الجھے بال ڈھیلی چٹیا سے نکل رہے تھے۔ آنکھیں سرخ اور چہرے پر آنسوؤں کے نشان تھے۔

www.novelsclubb.com

"جناب عالی، سائرہ خالد کا کردار عدالت میں واضح کر دیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے موکل حسام ارتضی نے انہیں طلاق اسی بنا پر دی تھی کہ ایک غیر ملکی کے ساتھ اس کے تعلقات تھے۔ نیز وہ ڈرگز کا استعمال بھی کرتی ہے۔ میڈیکل

رپورٹس جمع کروادی ہیں۔اکثر اپنے حواس کھو کر ملازمین پر تشدد کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔سارے ثبوت جمع کروادیئے گئے ہیں۔"

اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چہرہ گھٹنوں میں دے دیا۔آنکھوں سے گرتا گرم سیال بہنے لگا۔اطراف میں پھیلے اندھیرے میں اس کا وجود ڈوب رہا تھا۔

"ناظرین آپ کو اطلاع دیتے چلیں کہ معروف آئل کمپنی کے مالک حسام ارتضی کی سابق اہلیہ کے کئی اسکینڈلز سامنے آگئے ہیں۔جن میں غیر ملکیوں سے لین دین سرفہرست ہے۔"

دبی دبی سسکیوں سے اس کا وجود لرزنے لگا۔وہ ختم ہو رہی تھی۔سب تباہ کر دیا گیا۔دنیا کے سامنے اس کا تماشا بن گیا۔وہ ایک بدکردار عورت تھی۔پاتال کی گہرائیوں میں دھنستی،اس کی روح میں کرچیاں اتر گئی تھیں۔وہ بے گناہ ہو کر بھی رسوا ہو چکی تھی۔

"چونکہ سائرہ خالد اخلاقی اور ذہنی طور پر اس قابل نہیں ہیں سو عدالت تمام شواہد کو مد نظر رکھتے ہوئے زیان ارتضی کی کسٹڈی اس کے والد حسام ارتضی کے حوالے کرتی ہے۔"

سسکیوں میں لپٹی، انتہائی تڑپ لئے اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ سب گنوا دیا تھا۔ جس کے لئے بازی لگائی تھی، وہی نہیں مل سکا۔ سب کھو کر وہ تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی۔ وہ کیسے اپنا نقصان پورا کرے؟

وہ رات گئے وہی بیٹھی روتی رہی۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ ساری ہمت ختم ہو گئی تھی۔ وہ نڈھال سی صوفے کے ساتھ سر ٹکائے فانوس کو دیکھ رہی تھی۔ گیلی سرخ آنکھوں میں زمانوں کی اذیت تھی۔ تبھی راہداری کی بتیاں روشن کر دی گئیں۔

"ممی۔"

سائرہ خالد کا وجود پتھر ہو گیا۔اس نے تیزی سے گردن گھمائی اور پھر اٹھ نہ سکی۔ ساکت، مجسمے کی طرح وہ اسے دیکھتی رہی۔زیان نے مکرم سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور پھر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

یہ ابتدا تھی۔زیان ارتضی کا اپنی ماں کی طرف بڑھنے کا یہ آغاز تھا۔

وہ ماں کی آغوش میں چہرہ چھپائے بنا کچھ کہے بس روئے جا رہا تھا۔اس کی سسکیوں نے جیسے کوئی ٹرانس توڑا تھا۔سائرہ نے بے اختیار اسے بازوؤں میں بھینچ کر سینے سے لگا لیا۔اس کی پیشانی چومتے ہوئے بلک بلک کر رو دی۔

مکرم شکستگی سے صوفے پر بیٹھ گئے۔سر ہاتھوں میں گرا لیا۔وہ سسکیاں اندر تک ہلا رہی تھیں۔

کلاک پر رات کے بارہ بج رہے تھے۔سائرہ نے زیان پر کمبل برابر کیا۔اس کی مٹھی میں جکڑا اپنا دوپٹہ آہستگی سے نکالنا چاہا جب ایک جھٹکے سے اس نے آنکھیں

کھولیں۔سائرہ کو اپنا وجود پگھلتا ہوا محسوس ہوا۔اس پل نیند میں ڈوبی ان آنکھوں میں بے تحاشا خوف تھا۔

"شش۔میں ادھر ہی ہوں۔ریلیکس۔"اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔چند لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد زیان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔سائرہ وہیں اس کے ساتھ بیٹھی رہی یہاں تک وہ پر سکون ہوتا گیا۔وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی گیلی آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔وہ پہلے سے کمزور ہو گیا تھا۔چہرے میں زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔

تبھی ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا گیا۔سائرہ نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔مکرم اس کے مقابل بیڈ پر بیٹھ گئے۔چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"تھینک یو۔"وہ ویسے ہی زیان کو دیکھتی آہستگی سے بولی۔مکرم کی آنکھوں کی یاسیت کرب میں ڈھل گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے،وہ بھلا کیوں مانا ہو گا؟"ان کے لہجے میں تلخی تھی۔

سائرہ نے بے اختیار نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا اور اگلے ہی لمحے اسے اپنے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوتے محسوس ہوئے۔ وہ بنا پلک جھپکائے انہیں دیکھتی رہی۔

"کتنے دن کی اجازت ملی ہے؟" سرگوشی کی صورت میں لبوں سے آزاد ہوا۔

"تین۔" مکرم نے نگاہیں چرائے جواب دیا۔

سائرہ پر جیسے کوئی بجلی گری تھی۔ لب کپکپائے۔ دل کٹنے لگا۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، بابا؟" آنکھیں گیلی ہو رہی تھی۔ اس نے کمبل مٹھیوں میں بھینچ لیا۔ مکرم خاموش رہے۔ سر جھکا رہا۔

"اب کیسے اسے واپس لے کر جائیں گے؟" اس نے تڑپ کر پوچھا تھا۔ زرد روشنیوں میں بھی سفید پڑتا چہرہ واضح تھا۔

"میں کیا کرتا سائرہ؟ تم جانتی ہو کہ حسام پر میری کوئی زبردستی نہیں چلتی۔ زیان اندر سے ختم ہو رہا تھا، میں بس یہی کر سکا۔ ہفتے میں تین دن۔" وہ شکستگی سے کہہ رہے تھے۔ سائرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"وہ عادی ہو رہا تھا اور آپ نے اسے نئی جہنم میں دھکیل دیا۔ آپ نے یہ کیا کیا؟" چہرے پر لڑھکتے خاموش آنسو نیچے گر رہے تھے۔ اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ وہ کیا کرے، کہاں جائے؟

مکرم اسے تسلی دیتے رہے پھر جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اپنا خیال رکھنا اور زیان کو سمجھانے کی کوشش کرنا۔ تمہاری بات سمجھ جائے گا۔"

سائرہ نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ایک ساڑھے چار سال کے بچے کو یہ سمجھاؤں کہ اب وہ اپنی ماں کے پاس نہیں رہے گا۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ نہیں سمجھے گا۔ نہ سنے گا اور نہ ہی سمجھے گا۔" خشک اور ویران لہجہ تھا۔

ساری رات وہ وہیں بیٹھی رہی۔ وہ اس کے پاس سے نہیں اٹھ سکی۔ جو فیصلہ تھا وہ پہاڑ دکھ رہا تھا۔ دل پر لدا بوجھ بھاری ہوتا گیا۔ مگر اسے یہ کرنا تھا۔ بار بار کی اذیت سے بہتر ہے کہ ایک جھٹکے سے سب ختم کر دیا جائے۔

اگلا دن زیان ارتضی کی یادداشت میں ہمیشہ کے لئے درج ہو گیا تھا۔ وہ دن سب سے بہترین تھا۔ سائرہ گیلی آنکھوں سے اس کے چمکتے چہرے کو دیکھے گئی۔

"ممی، اب آپ نہیں جائیں گی نا؟" کارپٹ پر بلاکس جوڑتے ہوئے اسے خیال آیا تو پچاسویں دفعہ پوچھ لیا۔

سائرہ اس دفعہ جھوٹ نہیں بول سکی۔ اسے اس کڑوی سچائی کے حوالے سے اسے تیار کرنا تھا۔ وہ منتظر سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ کبھی ممی بزی ہو جائیں تو..."

"تو میں بھی آپ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔" اس نے تیزی سے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ ہاتھ میں پکڑے بلاک قالین پر دھر دیئے۔ سائرہ کو وہ پل اپنی زندگی کا سب سے مشکل لمحہ لگا تھا۔

"مجھے وہاں نہیں رہنا۔ ڈیڈ اب مجھ سے پیار نہیں کرتے۔" وہ سارے زمانے سے خفا نظر آ رہا تھا۔

"ایسا تو نہیں ہے۔ ڈیڈ تو اب بھی زین سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔" اس نے نرمی سے اس کے بال پیچھے کئے۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں کرتے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ممی کے پاس جانا ہے، انہوں نے..." وہ رک گیا۔ لب بھینچ گئے۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔

"کیا کہا ڈیڈ نے؟" وہ نارمل سے انداز میں پوچھ رہی تھی یوں جیسے حسام سے کسی اچھائی کی امید ہی نہ ہو۔

"انہوں نے مجھے تھپڑ مارا۔" نگاہیں جھکائے اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

سائرہ سن رہ گئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے تڑپ کر اسے خود سے لگاتے ہوئے اس کا گال چوما اور بے اختیار رو پڑی۔ وہ بے چین ہو گیا۔

"ممی، مت روئیں پلیز۔"

مگر اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔ ہر حد فنا ہو گئی تھی۔ زندگی تنگ ہو رہی تھی۔

اگلے دو دن یوں پلک جھپکتے گزر گئے جیسے کبھی آئے ہی نہ ہوں۔ شام ہوتے ہی زرینہ زیان کو لینے آ گئی تھی۔ وہ سو رہا تھا۔ زرینہ جیسے سائرہ سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" سائرہ نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ بالوں کو کیچر میں جکڑے وہ سپاٹ لگ رہی تھی۔ جب فیصلہ کر ہی لیا تھا تو رونے دھونے سے کیا فائدہ؟

زرینہ متذبذب سے مقابل صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اپنے صاحب سے کہہ دینا کہ زیان کو دوبارہ یہاں نہ بھیجیں۔" خالی اور خشک انداز تھا۔ البتہ ہاتھوں میں خفیف سی لرزش تھی۔ زرینہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"آپا، یہ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"زیان یہاں دوبارہ نہیں آئے گا۔ میں بار بار اسے اس اذیت سے نہیں گزار سکتی۔ ایک دفعہ کافی ہے۔"

"لیکن وہ کیسے رہے گا؟"

سائرہ کے دل میں جیسے درد اٹھا۔ وہ ان تین دنوں میں کتنا خوش تھا، زندگی کے سارے رنگ اس کی آنکھوں میں اتر آئے تھے اور اب دوبارہ وہی اذیت اس کے سامنے تھی۔

"وقت لگے گا لیکن سنبھل جائے گا۔ تم اس کا خیال رکھنا۔" رک کر پوچھا۔ "رکھ لو گی؟"

"کیا میرا خیال رکھنا آپ کے برابر ہو گا؟"

"قسمت۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ باہر گاڑی تیار ہو گی۔ زرینہ کو کمرے میں چلنے کا اشارہ کرتی وہ آگے بڑھ گئی۔

"آپ اسے نئے سرے سے مار رہی ہیں۔" زرینہ بھیگے لہجے میں پیچھے سے پکاری۔

"جو خود مر گیا ہو، وہ دوسروں کو کیسے مار سکتا ہے؟"

اس کے چہرے پر جمی سائرہ کی آنکھیں گیلی ہونے لگی۔قربانی بہت بڑی تھی مگر اسے دینا تھی۔بھلا قربانیوں کے بغیر بھی کسی کو کوئی مقام ملا تھا؟اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔

"فی امان اللہ۔" وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔آنسو اندر اتار لئے۔

دروازے بند ہو گئے۔کار کے ٹائروں کی آواز گونجی اور پھر خاموشی چھا گئی۔سائرہ بس خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی سامنے دیوار کو دیکھے جا رہی تھی۔ویران آنکھیں خشک تھیں۔

دن خاموشی سے مہینوں میں تبدیل ہوتے گئے۔تین مہینوں بعد زیان سکول جانے لگا تھا۔اپنے ہم عمر بچوں کی نسبت وہ مختلف تھا۔خاموش،سپاٹ اور اندر سے بے حد حساس۔جب سائرہ نے اسے چھوڑ دیا تھا،اس دن اس نے کوئی ہنگامہ نہیں کیا تھا،وہ بالکل چپ کر گیا تھا۔اس کی یہ خاموشی اکثر زرینہ کو ہولا دیتی تھی۔وہ

زیادہ تر وقت اپنے دادا کے ساتھ گزارتا تھا۔ وہی اسے اس سارے عرصے میں سنبھالتے رہے۔

اس رات زرینہ دودھ کا گلاس لئے مکرم کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اندر سے ابھرتی آوازوں نے اس کے قدم روک دیئے۔

"زیان، تمہیں اس ٹرپ پر جانا چاہیے۔ اچھا ہے، دوستوں کے ساتھ گھوم پھر لینا۔" مکرم ریک سے بک نکالتے ہوئے بولے۔

بیڈ پر بیٹھے سات سالہ زیان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ کوئی جواب دیئے بنا اس نے سر پھر کتاب پر جھکا لیا۔ البتہ کلرنگ کرتے ہاتھ کی رفتار سست ہو گئی۔ زرینہ سر جھٹکتے ہوئے آگے آئی اور ٹرے بیڈ پر اس کے سامنے دھری۔

"زیان۔" مکرم نے جیسے دوبارہ پوچھا تھا۔ راکنگ چیئر پر بیٹھے وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"مجھے نہیں جانا دادا جان۔" بغیر کسی تمہید کے ڈائیریکٹ کہا۔ مکرم نے گہری سانس لی۔

"نو بج چکے ہیں، سونا نہیں ہے؟" زرینہ نے اس کے ارد گرد بکھرے کلرز سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تھوڑا سا رہ گیا ہے، آپ چلیں۔" اس نے دودھ کا گلاس اٹھالیا۔

زرینہ سر ہلاتی پلٹ گئی۔ مکرم لبوں پر مٹھی رکھے کچھ سوچ رہے تھے۔

"پھر ہم دونوں اسلام آباد چلتے ہیں۔ تمہارے گھر۔" انہوں نے دوستانہ انداز میں پیشکش کی۔

www.novelsclubb.com

"میرا کوئی گھر نہیں ہے۔" وہ ویسے ہی سر جھکائے کلرنگ کر رہا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" انہوں نے خفگی سے اسے دیکھا۔ "میں نے وہ گھر تمہیں گفٹ کر دیا ہے۔ تو تمہارا ہی ہوا نا؟"

زیان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ اپنی عمر سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔ بچگانہ پن اور معصومیت اس کے کسی انداز سے نہیں جھلکتی تھی۔

"جب میں بڑا ہو جاؤں گا، تو وہاں رہ سکتا ہوں؟" اس نے کچھ سوچ کر پوچھا تھا۔

"یہاں کیا ہے؟" وہ حیران ہوئے۔

"بتائیں نا۔" اس نے ان کا سوال یکسر نظر انداز کر دیا۔

"رہ لینا بھئی۔ لیکن میں بھی وہیں رہوں گا، جہاں تم رہو گے۔" انہوں نے بے نیازی سے کہا۔ کتاب سائیڈ پر ڈال دی تھی۔ وہ اب مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھے۔

www.novelsclubb.com

"یعنی آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے؟" ابرو چکائے تصدیق چاہی۔

"کیوں؟ تم نہیں چاہتے؟" وہ مصنوعی خفگی سے کہہ رہے تھے۔

"میں نے کب کہا؟" وہ برا مان گیا۔

"چلو صحیح ہے، پھر ہم اتوار کو اسلام آباد چلیں گے۔ کیا خیال عارب کو بھی لے چلیں؟" انہوں نے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔ زیان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اپنے اچھے بیٹے کو ہمیشہ ساتھ رکھتے ہیں۔" وہ جیسے انہیں چھیڑ رہا تھا۔

"بہادر بیٹے کو کب چھوڑا ہے؟"

ان کے لہجے میں جھلکتی محبت زیان کے لئے نئی نہیں تھی۔ مسکراتے ہوئے وہ پھر کلرنگ کرنے لگا۔ مکرم نے آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا پھر کتاب اٹھا لی۔

www.novelsclubb.com

قسمت کی ستم ظریفی یہ کہ ٹھیک دو سالوں بعد وہ اسے تنہا چھوڑ گئے تھے!

زرینہ نے گہری سانس لے کر ارد گرد دیکھا۔ سالوں بعد سب بدل گیا تھا۔ لیکن جو تغیر رونما ہوا تھا، اس نے سب راکھ کر دیا تھا۔ انہوں نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں اور پھر پلٹ گئیں۔

انہیں یقین تھا کہ ان اذیتوں کا اختتام ہو جائے گا۔

****

کلاس میں چھائی خاموشی کو کاغذ پر گھسیٹے جانے والے قلموں کی آواز مجروح کر رہی تھی۔ زمل اپنا ٹیسٹ پیپر دے کر پر سکون سی بیٹھی تھی۔ سر جھکائے اس کا ذہن آنے والے ٹیسٹ میں الجھا تھا۔

www.novelsclubb.com

پرسوں اس کا GAT کا ایگزام تھا۔ اس ٹیسٹ کے لئے سینٹر بریدہ میں ہی بنے تھے لیکن دوسرے ٹیسٹ SAAT کے لئے الریاض جانا پڑتا تھا جو کہ ایک ہفتے بعد تھا۔ اس کے تین دن بعد اس کے ایف ایس سی کے ایگزامز تھے یعنی اس کے پاس ضائع کرنے کو وقت نہیں تھا۔ فی الحال وہ فارغ ہو کر اسی ٹیسٹ کی کتاب

کھولے سوالات حل کر رہی تھی جب حرا نے اسے ٹہوکا دیا۔زمل نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اب تو چھٹیاں ہو جائیں گی تو تم مجھے باقی چیپٹر کب سمجھاؤ گی؟" وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

زمل نے گہری سانس لی۔وہ اپنی تیاری کرے یا اسے پڑھائے۔لیکن 'نہ' کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔وہ اپنی ٹیچر کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"زوم پر۔" کندھے اچکائے جواب دیا۔

"زمل اور حرا۔" شاہدہ میم کی کرخت آواز پر دونوں نے بے اختیار سر اٹھائے۔عینک کے پیچھے سے جھلکتی ان کی آنکھوں میں سختی تھی۔

"آپ دونوں نے چیٹنگ کی ہے؟"

زمل کی رنگت فق ہوئی۔حرا نے گڑبڑا کر اسے دیکھا۔کلاس میں خاموشی چھا گئی۔

"آنسر می۔"

زمل کو عقب سے دبی دبی ہنسی کی آواز سنائی دی جو کہ یقیناً آمنہ کی تھی۔اس نے بمشکل نفی میں سر ہلایا۔

"میم ایسا نہیں ہے۔"اس کی آواز کانپی تھی۔سب لڑکیاں استہزا سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر آپ کی غلطیاں ایک جیسی کیوں ہیں؟"انہوں نے کاغذ میز پر پٹخ دیئے۔"جانتی ہیں کہ یہ قدم کیسے آپ کے رزلٹ پر اثرانداز ہو گا؟"

زمل نے بے یقینی سے حرا کو دیکھا جس نے ہراساں انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"زمل،مجھے آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔"

اس کا دل ڈوب گیا۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔ وہ مرکزِ نگاہ بن گئی تھی۔ اطراف میں ہوتی چہ میگوئیاں واضح تھیں۔ دماغ بلینک ہو گیا، احساسات جامد ہو گئے۔ وہ اپنے حق میں کچھ نہ بول سکی۔

وہ پریڈ طویل ہوتا گیا۔ اس نے پین کو مٹھی میں اتنی سختی سے جکڑ رکھا تھا کہ ہتھیلی پسینے سے بھیگنے لگی۔ سر جھکا ہوا تھا۔ آنسو سارا منظر دھندلا رہے تھے۔ مگر وہ ضبط سے بیٹھی رہی۔

جونہی بیل بجی اور شاہدہ میم اپنا پرس اٹھا کر باہر نکلیں، آمنہ کا فلک شگاف قہقہہ گونجا۔

www.novelsclubb.com

"افسوس، دنیا کی اچھائی سے میرا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ میں تمہیں کتنا ایماندار سمجھتی تھی زمل اور تم..." دانستہ بات ادھوری چھوڑتے ہوئے وہ جھٹکے سے اٹھ کر اس کے آگے آئی۔ زمل نے نظریں نہیں اٹھائیں۔

"کیا تم القصیم کے ٹیسٹ بھی ایسے ہی دو گی؟" وہ آخر میں پھر ہنس دی۔

زمل بنا جواب دیئے تیزی سے اٹھی اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ لڑکیوں کے اپنی شان میں کہے جانے والے قصیدے صاف سن سکتی تھی۔

خالی کلاس روم میں آکر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر بیٹھتی چلی گئی۔ سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ آنسو تیزی سے لڑھک رہے تھے۔

اس ذلت نے اسے اندر تک جھنجھوڑ دیا تھا۔

*****

کار سے نکلتے ہوئے زیان نے موبائل اٹھایا اور دروازہ بند کر دیا۔ کار لاک کی اور سر اٹھا کر تین منزلہ ہوٹل کی پیشانی پر چمکتے بورڈ کو دیکھا۔

'مون لائٹ ہوٹل'

سفید پینٹ سے سجی عمارت کا باطن اپنے ظاہر سے زیادہ خوبصورت تھا۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے زیان نے بنا گردن گھمائے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں ڈالی۔ تبھی جیسے اسے کوئی عجیب سا احساس ہوا تھا۔

وہ بنا چونکے پر سکون انداز میں چلتا ہوا کونے پر رکھی میز کے گرد بیٹھ گیا۔اس کا رخ یوں تھا کہ شیشے کے دروازوں کے پار پارکنگ لاٹ واضح نظر آتا تھا۔اس نے کہنیاں میز پر ٹکاتے ہوئے موبائل کو بالکل آئی لیول کے برابر کیا۔اب بظاہر یہی لگتا تھا کہ وہ موبائل دیکھ رہا تھا۔زیان نے کیمرہ کھولا اور لینس سے لاٹ میں اپنی گاڑی کے پیچھے کار کی ڈرائیونگ سیٹ کو فوکس کیا اور دو انگلیوں سے زوم ان کیا۔

www.novelsclubb.com

اس شخص کو دیکھتے ہوئے اس کے لب بھینچ گئے۔وہ انسپکٹر ملک تھا۔تو عارب عمر اس کی نگرانی کروا رہا تھا۔ایک تلخ سی مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کر گئی۔

وہ درست تھا۔ایک ہی وقت میں وہ کئی لوگوں کے ریڈار پر تھا۔

سر جھٹکتے ہوئے اس نے میسج لکھا اور موبائل آف کرتے ہوئے سائیڈ پر رکھ دیا۔چند منٹوں کے انتظار کے بعد ایک پکی عمر کا شخص اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔لبوں پر بناوٹی مسکراہٹ سجائے زیان اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیسے شرف بخشں دیا آج لڑکے؟" وہ اس ہوٹل کے مینجر تھے۔

"آپ کے بیٹے کے ایکسیڈنٹ کا سنا تھا۔اب کیسا ہے؟" وہ شائستگی سے پوچھ رہا تھا۔ اصغر کی آنکھوں میں ملال اتر آیا۔

"بہتر ہے۔تم بتاؤ، کچھ منگوایا کیوں نہیں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے، تھینکس۔دراصل میرا ایک دوست آسٹریلیا سے آرہا ہے، آن لائن بکنگ میں کچھ مسئلہ ہو رہا تھا سو اس نے مجھے یہ معاملہ دیکھنے کو کہا۔وہ یہاں چند دن قیام کرے گا۔"

"اوہ ہاں، ایپ کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔" اصغر نے پیشانی کو چھوا۔ "تم فکر نہ کرو، اس کا نام اور تاریخ بتا دو۔ میں سب دیکھ لوں گا۔"

"ایسا ہے سر کہ وہ میرا کافی قریبی دوست ہے اور سات سال بعد پاکستان آ رہا ہے تو میں کچھ اسپیشل کرنا چاہ رہا تھا۔" وہ اعتماد اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ اگر جو عارب اسے اجنبی کے ساتھ مسکراتے دیکھ لیتا تو اس کا دنیا سے اعتبار لازمی اٹھ جاتا۔

"اوہ شیور۔ تم دیکھ لو کہ اس کے ٹیسٹ کے حساب سے کون سا کمرہ مناسب رہے گا۔" اصغر کے انداز میں خلوص تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسے لفٹ کا استعمال پسند نہیں ہے تو فرسٹ فلور پر کوئی بھی ایسا کمرہ جو ویل آف ہو۔"

"ہوں، میں کسی بندے کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں، تم دیکھ لو۔" وہ اٹھتے ہوئے بولے۔

"تھینک یو سر۔" اس نے سر کو خم دیا۔ لبوں کو تیکھی مسکراہٹ چھو گئی۔ گردن کو دائیں کندھے پر جھکا کر اسٹریچ کیا۔

"سوزیان ارتضی، تم کاذب بھی بنتے جا رہے ہو۔" تلخی سے مسکراتے ہوئے وہ زخمی انداز میں بڑبڑایا۔

ہیڈ ویٹر شفیق کے ساتھ وہ راہداریاں پار کر کے کمروں کی لمبی قطار کے آگے آیا۔ رک کر ایک نگاہ بند سیاہ دروازوں کے لٹکتے کارڈز پر ڈالی جن پر ہندسے چمک رہے تھے۔

اگلے دس منٹ وہ تحمل سے ہر دروازہ کھول کر کمرے کی شان میں قصیدے پڑھتے شفیق کی تقریر سنتا رہا۔ زیان ہر کمرے میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کر رد کرتا گیا، یہاں تک وہ روم نمبر ۳۳ کے سامنے آ رکے۔

"سر، یہ ایک ریگولر کسٹمر کا کمرہ ہے۔" شفیق نے اگلے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اطلاع دی۔

''ہوں، کون رہتا ہے یہاں؟''اس کا انداز نہایت سرسری تھا۔

''کوئی ہندو ہے سر۔جے پال نام ہے۔عجیب سا انسان ہے،روز دوپہر ایک بجے غائب ہو جاتا ہے اور پھر رات کے تین بجے آتا ہے۔''

''آپ کو کیسے پتہ؟آپ سارا دن یہیں ہوتے ہیں؟''

''نہیں سر،میرے نائٹ ڈیوٹی کرنے والے دوست نے بتایا ہے۔''اس نے دانت نکالے۔وہ اب اگلے کمرے کا دروازہ کھول رہا تھا۔

زیان نے کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔ابھی سوا بارہ ہو رہے تھے،اگر شفیق کی معلومات درست ہیں تو ابھی اس شخص کے نکلنے میں پینتالیس منٹ تو تھے۔

ذرا سی پس و پیش کے بعد اس نے روم نمبر ۳۴ کو پسند کر کے شفیق سے جان چھڑائی۔اس کے جانے کے بعد وہ نیچے ہال میں آ گیا۔ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے پر

اسے احساس ہوا کہ انسپکٹر ملک بھی وہیں تھا۔اگر اسے جے پال کا تعاقب کرنا ہو گا تو پہلے اس سے پیچھا چھڑانا تھا۔

اس نے اشارے سے شفیق کو قریب بلایا۔

"آپ کو صرف ایک کام کرنا ہے، میں اس کا معاوضہ دوں گا۔"

"کون سا کام سر؟" وہ گھبرا گیا۔

"ڈونٹ وری، بس اتنا کہ جب جے پال کمرے سے نکلے تو مجھے اطلاع کرنی ہے۔ بتائیں، کر لیں گے؟" ابرو بھینچے اس کے انداز میں سنجیدگی تھی۔ شفیق متذبذب سا انگلیاں چٹخا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ہیڈ شیف سے کہہ دیتا ہوں۔" وہ اٹھنے لگا جب اس نے بوکھلا کر اسے روکا۔

www.novelsclubb.com

"اسے مت دیجیے گا سر۔ کمبخت پہلے ہی اکڑ دکھاتا ہے۔ میں آپ کا کام کر دوں گا۔"

زیان نے اسے اپنا موبائل نمبر اور پیشگی رقم کیش کی صورت میں دے دی۔ وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا باہر نکل آیا۔

کار اسٹارٹ کرتے ہوئے اس کے انداز میں تلخی اتر آئی۔

"مجھے تمہیں کیا بتانے کی ضرورت ہے، جانتے تو تم سب کچھ ہی ہو۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کار کو ریورس کرنے لگا۔ اسی پل پچھلی کار کا انجن حرکت میں آیا۔ زیان نے اکتاہٹ سے سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

ایک ہی وقت میں اپنے ارد گرد ہر شخص کو دھوکہ دینا اسے بیزار کر رہا تھا۔

ابرو بھینچے اس نے کار فل سپیڈ پر چھوڑ دی۔ دس منٹ بعد سفید ستونوں پر کھڑے محل کے آہنی دروازے کھل رہے تھے، اس نے کار اندر داخل کی اور تیزی سے

باہر نکلا۔ گارڈز اسے دیکھ کر مستعد ہو گئے تھے۔ وہ برق رفتاری سے اندر بڑھا۔ اگر جے پال نکل گیا تو اس کے سارے راستے بند ہو جائیں گے۔

کار کی چابیاں اٹھائے جب وہ گول سیڑھیاں اتر رہا تھا تو زرینہ اسے دیکھ کر چونکیں۔

"یہ آندھی طوفان کی طرح کہاں جا رہے ہو؟"

اتنا بڑا گھر تھا مگر حانم کا اس سے ٹکرانا لازمی تھا۔ اس نے ضبط سے گھونٹ بھرے۔

"کار کی سروسنگ کروانی ہے حانم، اکرم کو کہہ کر آتا ہوں۔" اس نے تیزی سے آخری زینے پھلانگے، مبادا وہ کوئی نیا سوال نہ کر دیں۔

"کوئی کام سیدھا نہیں ہے۔ تمہارے باپ کو کسی نہ کسی دن بتانا ہی پڑے گا۔"

وہ پیچھے سے ان کی بڑبڑاہٹ واضح سن سکتا تھا۔ مگر ابھی وقت نہیں تھا۔ جی بھر کر عارب پر تاؤ آ رہا تھا، اگر جو اس نے یہ مصیبت نہ پیچھے لگائی ہوتی تو ابھی وہ وہیں بیٹھا جے پال کا انتظار کر رہا ہوتا۔

"اکرم۔" بلند آواز میں گارڈ کو پکارا۔ وہ دوڑتا ہوا آگے آیا۔

"جی سر۔"

"یہ چابیاں لو، مرسڈیز کو نکالو اور ورکشاپ سے دو کلو میٹر دور روک دینا۔ میں وہاں آجاؤں گا۔"

اکرم نے حیرت سے اس کا عجیب و غریب حکم سنا لیکن پھر بنا کچھ کہے سر ہلاتا پلٹ گیا۔

زیان نے گہری سانس لی اور گھڑی دیکھی۔ پچیس منٹ باقی تھے۔ وہ چند قدم آگے آیا۔ یوں کہ لاؤنج کی شیشے کی دیواریں سامنے تھے۔ اس نے احتیاط سے اس کے پار دیکھا۔ حانم کہیں نہیں تھیں۔ گریٹ۔ وہ اندر بڑھ گیا۔

بارہ بج کر پچپن منٹ پر وہ مرسڈیز ہوٹل کے سامنے روک رہا تھا۔ حلیے میں اب فرق تھا۔

سیاہ ٹی شرٹ پہنے، پی کیپ کو ماتھے پر جھکائے وہ اپنے ازلی حلیے سے مختلف نظر آ رہا تھا۔ سن گلاسسز نے آنکھوں کے تاثرات چھپا دیئے تھے۔ وہ وہیں بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ جب واٹس ایپ کا نوٹیفیکشن بجا۔ اس نے گہری سانس لی اسٹیرنگ تھامے تیار ہو گیا۔

چند منٹوں بعد جینز پر گھٹنوں تک آتا کرتہ پہنے جے پال دروازے سے نمودار ہوا۔ لمبے بالوں کو پونی میں جکڑ رکھا تھا۔ شفیق سے اس کا حلیہ پوچھ لیا تھا سو ابھی اس نے پہچان لیا تھا۔

جے پال چور نگاہوں سے ارد گرد دیکھتا ہوا سفید کار کی طرف آ گیا۔ چند لمحوں بعد کار آگے بڑھ گئی۔ زیان نے محتاط فاصلہ رکھے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ جے پال کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ کوئی اس کا تعاقب کرے گا سو وہ لاپروائی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

پچیس منٹ بعد کار شہر سے باہر جاتی سڑک پر چڑھ گئی۔لب بھینچے زیان نے گہری سانس لی۔اس نے اندھا دھند کھائی میں چھلانگ لگادی تھی۔مگر اپنے مخفی دشمن کو پکڑنے کی ہر قیمت اسے قبول تھی۔

موڑ کاٹتے ہوئے اس نے ارد گرد دیکھا۔وہاں اکا دکا گھر نظر آرہے تھے۔تبھی اگلی گاڑی رک گئی۔زیان نے اسٹیرنگ گھمایا اور درختوں کی باڑ کے پیچھے کار روک دی۔چند لمحوں بعد جے پال نکلتا دکھائی دیا اور قطار میں کھڑے دوسرے گھر کا دروازہ کھولتا اندر غائب ہو گیا۔زیان نے گہری سانس لیتے ہوئے اسٹیرنگ چھوڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

ایڈریس حفظ کرتے ہوئے اس نے پیچھے کو ٹیک لگالی۔اب اسے کسی آمد و رفت کا انتظار کرنا تھا۔

*****

بریک کی گھنٹی بجتے ہی زمل کلاس سے نکل گئی۔اس سارا وقت جو سرگوشیاں اور طعنے اس نے سنے تھے،انہوں نے اسے اندر تک زخمی کر دیا تھا۔

وہ کتابیں لئے گراؤنڈ میں درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔جلتی آنکھوں کو مسلا۔تبھی کنکھیوں سے پاس حرا بیٹھتی دکھائی دی۔زمل نے کتاب بند کر دی اور اس نے کی طرف گردن موڑی۔

"یہ کیا تھا؟"اس کی آواز زکام زدہ تھی۔

"تم بھی مجھ پر شک کر رہی ہو؟"حرا نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"میری اور تمہاری غلطیاں ایک جیسی کیسے تھیں؟"

"فار گاڈ سیک زمل،وہ ٹاپک تم نے ہی مجھے سمجھائے تھے۔سو ظاہر ہے،جو غلطی تمہاری ہونی تھی،وہی میری بھی ہو گئی۔"وہ پر اعتماد لہجے میں نرمی سے کہہ رہی تھی۔

زمل چند لمحے ابرو سکیڑے اسے دیکھتی رہی۔ حرا اس کی نگاہوں سے چڑ گئی۔

"تمہیں مجھ پر بھروسہ کیوں نہیں ہے؟ کیا پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟"

زمل نے سر جھٹک دیا اور کتاب کھول لی۔

"تم اتنی چھوٹی باتوں پر کیوں روتی ہو؟ جب تم نے کچھ نہیں کیا تھا، تب میم کو کہا کیوں نہیں؟"

"یہ چھوٹی بات ہے؟" زمل نے سر اٹھا کر تند ہی سے اسے دیکھا۔ "جو کام میں نے کیا ہی نہیں، تیس لڑکیوں کی موجودگی میں مجھ پر الزام کیوں لگایا گیا؟"

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے، لیکن تمہیں بولنا چاہیے تھا۔"

یہاں وہ خاموش ہو گئی۔ سر پھر کتاب پر جھکا لیا۔

"ایسے ہی آگے سے چپ ہو جایا کرو گی تو لوگ تمہیں تباہ کر دیں گے۔" حرا نے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔

زمل نے بے اختیار ہاتھوں کو آپس میں رگڑا۔ وہ اب کیا کہے؟

"مجھے نہیں پتہ حرا۔ میں بس فوری ری ایکشن نہیں دے سکتی۔ میرا ذہن بلینک ہو جاتا ہے۔" اس نے بے بسی سے آنکھیں مسلیں۔

"تم آمنہ کو اپنے خلاف بولنے کی اجازت کیوں دیتی ہو؟"

"نہیں ہوتی مجھ سے لڑائیاں۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں ان مضبوط لڑکیوں میں سے ہوں، تم غلط ہو۔ میرا باطن جتنا کمزور ہے، ظاہر اس کو چھپا دیتا ہے۔" وہ بمشکل آنسوؤں کو روک کر کہہ رہی تھی۔ حرا پل کے لئے خاموش ہو گئی۔

"تم نے بچپن سے کچھ نہ کچھ اپنے خلاف سنا ہو گا؟" ابرو چکا کر پوچھا۔

زمل کی جھکی پلکوں میں لرزش اتر آئی۔ آنکھوں میں بے بسی ابھری۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" کمزور لہجے میں کہتے ہوئے سر پھر کتاب پر جھکا لیا۔

حرا نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا پھر تاسف سے سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں بکس لے کر آتی ہوں، اگلا ٹاپک کرتے ہیں۔"

زمل نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحے وہ وہیں بیٹھی اپنے اندر کے سناٹوں میں الجھتی رہی۔ وہ گرم سا دن سرد شام میں ڈھلتا گیا۔ وقت کی سوئیاں کئی سال پیچھے آ کر رک گئیں۔

چھوٹے سے لان میں رونق بکھری تھی۔ پھولوں پر بیٹھتی تتلیوں کو پکڑنے کے چکر میں وہ پرجوش لگ رہی تھی۔ چھوٹے بالوں کو ہیر بینڈ میں جکڑے، ایمبر آنکھوں میں ڈھیروں چمک تھی۔ زرد رنگ کی تتلی کو احتیاط سے دونوں ہاتھوں میں قید کرتی مہر کی طرف پلٹی جو ذرا فاصلے پر گھاس پر بیٹھی تنکے اکھاڑ رہی تھی۔

"مہر... تم نے ایک بھی نہیں پکڑی۔" اونچی آواز میں اس نے اپنا کارنامہ جتانا چاہا جب مسکراہٹ پھیکی پڑی۔ آنکھوں کی چمک ماند ہوئی اور اس کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔

"ہیئے لٹل گرل۔"اس سے سات سال بڑا صیغم بیرونی دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔چہرے پر محظوظ مسکراہٹ تھی۔

زمل نے مٹھی ڈھیلی کر کے تتلی چھوڑ دی اور بنا جواب دیئے پلٹ گئی۔

"کم آن کزن۔میں نے تمہیں ڈی گریڈ نہیں کیا تھا،بس دادی کو اتنا کہا تھا کہ زمل کی پوزیشن نہیں آئے گی اور دیکھ لو،تم نے مجھے درست ثابت کر دیا۔"جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

زمل نے نوچ کر ٹہنی سے پھول کھینچا اور مسل دیا۔انداز میں بے بسی بھرا غصہ تھا۔اس نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا۔

"ویسے چاچو ہرٹ نہیں ہوئے کہ ان کی بیٹی نے انہیں مایوس کر دیا؟"

www.novelsclubb.com

نگاہیں دھندلانے لگیں۔ پیچھے کھڑا لڑکا جانتا تھا کہ کہاں زمل اعظم کا ضبط تمام ہوتا ہے؟ سو اب بھی اس نے وہی دکھتی رگ چھیڑی تھی۔ باپ کو مایوس کر دینے کا خوف...وہ بے دردی سے پتیاں مسل رہی تھی۔

"خیر، میں یہ کہنے آیا تھا کہ ابا میری پوزیشن لینے کی خوشی میں رات کو پارٹی رکھ رہے ہیں، ضرور آنا۔ تم انجوائے کرو گی۔"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو، صیغم؟" عالیہ کی چبھتی آواز پر وہ بے اختیار پلٹا۔

زمل نے سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں اور مڑ کر ماں کو دیکھا جو سرد نگاہوں سے صیغم کو دیکھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ چچی میں آپ لوگوں کو انوائٹ کرنے آیا تھا۔" اس نے دانت نکالے۔

"شکریہ۔ تمہاری امی نے مجھے کال کر کے بتا دیا ہے، تم گھر جاؤ۔"

اس نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور ایک استہزائیہ نگاہ زمل پر ڈال مڑ گیا۔ عالیہ اسے جاتے دیکھتی رہیں پھر گہری سانس لے کر زمل کے پاس آئیں۔ وہ گھاس پر بیٹھی مسلی ہوئی پتیاں اٹھا رہی تھی۔

"اپنی تکلیف میں دوسروں کو اذیت دیتے ہیں؟" انہوں نے نرمی سے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

زمل نے ڈبڈبائی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وہ ہمیشہ یہی کرتا ہے۔ وہ آج پارٹی میں بھی یہی باتیں کرے گا۔"

عالیہ نے خاموشی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے سیدھے کئے۔ وہ ویسے ہی کہہ رہی تھی۔

"میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں لیکن میرے ساتھ یہی ہوتا ہے۔" اس کا انداز شکوہ کناں تھا۔

"یعنی کہ اس میں تمہارے لئے کچھ سیکھنے کو ہے جو تم سیکھ نہیں رہیں۔"

"کیا؟" وہ آہستگی سے سیدھی ہوئی۔ماں کی باتیں یونہی مسحور کر دیتی تھیں۔

"یہ تو اب تمہیں ڈھونڈنا ہے۔" وہ لمحے کے لئے رکیں۔"ڈھونڈ لو گی؟"

انہوں نے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔گال رگڑتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔عالیہ نے بے اختیار اس کی پیشانی چومی۔

"ابو کبھی اپنی بیٹی سے مایوس نہیں ہوئے۔وہ ہمیشہ اپنی بیٹی پر فخر کرتے ہیں۔" انہوں نے دھیرے سے یقین دہانی کروائی۔

کالج کے گراؤنڈ میں درخت تلے بیٹھی زمل اعظم نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔اب ماں نہیں تھی جو دنیا کی باتوں سے چھلنی ہونے کے بعد اپنے لفظوں کو مرہم رکھ دیتی۔

اسے تنہا ہوئے ایک زمانہ بیت چکا تھا۔

*****

آسمان پر چھائی دوپہر دم توڑ رہی تھی۔ ویران سڑک پر سیاہ مرسڈیز تیزی سے بھاگ رہی تھی۔ اسٹیرنگ ویل تھامے زیان کی آنکھوں میں پر سوچ لکیریں تھیں۔

ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے باوجود اسے وہاں کوئی ہلچل نہیں دکھائی دی تھی۔ اگر مائعزم کی طرف نہ جانا ہوتا تو وہ اس گھر کے ممکنہ مکینوں سے ملاقات کر ہی لیتا۔ جے پال لازمی اسے اگلے اسٹاپ تک لیڈ کر سکتا تھا۔

چند منٹوں بعد اس نے جیسے ہی موڑ کاٹا، آنکھوں میں اچھنبا اتر آیا۔ درختوں کے جھنڈ کے آگے کھڑی کار کے اگلے حصے سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ زیان نے بے اختیار کار روکی اور باہر نکلا۔ کار کے آگے رکتے ہی اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔ اس نے تیزی سے پسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا۔

وہ کوئی ستائیس اٹھائیس سال کا نوجوان تھا۔ سفید چہرے کے ساتھ اس کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ وہ بمشکل سانس کھینچتا نیم مردہ لگ رہا تھا۔ پیشانی سے رستا خون چہرے پر بہہ رہا تھا۔ ایک نظر میں زیان جان گیا تھا کہ وہ ایستھما پیشنٹ تھا۔

لب کاٹتے ہوئے اس نے تیزی سے گلو کمپارٹمنٹ کھولا۔ کنگھالنے کے باوجود اسے کوئی ان ہیلر نہیں ملا۔

"سنو، تم نے کوئی ان ہیلر رکھا ہو گا؟" زیان نے بے اختیار اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔ مگر وہ بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ زیان نے پریشانی سے ارد گرد ایک نگاہ ڈالی تبھی ڈرائیونگ سیٹ کے نیچے نگاہوں میں کچھ اٹکا۔ وہ تیزی سے نیچے جھکا اور ہاتھ بڑھا کر ان ہیلر اٹھا لیا۔

سانس کھینچتے ہی اس کے چہرے کی رنگت بہتر ہونے لگی۔ لڑکے نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔ دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں۔ کھیل پلٹنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ زیان نے تیزی سے موبائل نکالا اور ایمبولنس کو کال

کرنے لگا۔ایکسیڈنٹ زیادہ نہیں تھا،لازمی ایستمھا کی وجہ سے کار بے قابو ہو گئی ہو گی۔

موبائل بند کرتے ہوئے اس کی نگاہ جیسے ہی کھلے گلو کمپارٹمنٹ پر پڑی تو اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔آنکھوں میں بے یقینی امڈ آئی۔ہاتھ بڑھا کر وہ کاغذ اٹھا لیا۔کسی نے جیسے اس کے چہرے کے ساری رنگت نچوڑ لی تھی۔

سفید کاغذ پر چمکتی سیاہ تصویر اسے اندر تک ہلا گئی تھی۔

*****

کیفے کے ہال میں شام اترتے ہی وہ تینوں موجود تھے۔کارٹنز کھلے تھے۔فرنیچر رکھا جا چکا تھا۔کچن کی سیٹنگ ابھی باقی تھی۔

"تم کیسے مینج کر لیتی ہو؟"اپنے ہاتھ کو دباتی انابیہ بے چارگی سے پوچھ رہی تھی۔

"وکیل صاحبہ ابھی سے تھک گئیں؟"عارب نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں تو صبح سے شام یہ اتنا بھاری فرنیچر سیٹ کرنا آسان ہے؟" اس نے چمک کر جواب دیا تھا۔

"بس کردو تم دونوں۔ تم جوائن کب سے کر رہی ہو انابیہ؟" مائعزم نے مداخلت کرتے ہوئے پوچھا۔ پنجوں کے بل وہ کارٹنز سے ڈیکوریشن پیس نکال کر رکھتی جا رہی تھی۔

"اگلے ماہ۔ ابھی تو فری ہوں، اسی لئے تمہیں اسسٹ کر رہی ہوں۔"

عارب نے گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں برداشت کرنا اتنا مشکل ہے۔" انابیہ جیسے کراہی۔ مائعزم نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔ عارب نے ہاتھ روک کر اسے دیکھا۔

"کیوں؟ مجھ میں کیا ہے؟" اس نے تحمل سے سوال کیا۔

"تمہارا دوست غالباً پندرہ منٹ لیٹ ہوا ہے اور تم بے چین ہو گئے ہو۔ میں تو برداشت کر لیتی ہوں لیکن مجھے لگتا ہے کہ زیان کی بیوی تمہیں سب سے پہلے اس کے موبائل پر بلاک کرے گی۔ ہے نا مائعزم؟" اس نے یکدم پوچھا تھا۔ مسکراہٹ دبائے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ عارب نے بے اختیار ابرو چکائے۔

مائعزم کا دل لمحے کے لئے جیسے رک گیا۔ اس نے بدقت تھوک نگلا اور کوشش کی کہ ان دونوں کو نہ دیکھے۔ وہ انابیہ کی بات سمجھ چکی تھی۔ اف۔

"بس فضول میں مجھ سے بیر پالنے کی عادت ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کال ملانے لگا۔

www.novelsclubb.com

مائعزم خوامخواہ ببل ریپس اٹھانے لگی۔ انابیہ دلچسپی سے اسے کنفیوژ ہوتے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔

"اسلام علیکم، کہاں ہو؟" عارب نے کال ملتے ہی پوچھا۔ دوسری طرف بات سن کر ابرو اکھٹے ہوئے۔

"تم ہاسپٹل کیا کر رہے ہو؟"

انابیہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔مائعزم کے ہاتھ بھی رک گئے۔

"محترم، آپ پولیس کیس میں پھنس گئے ہیں۔" عارب نے بے اختیار پیشانی رگڑی۔ایک چھٹی کا دن بھی یہ لوگ اسے سکون سے نہیں گزارنے دیتے تھے۔

"زیادہ حاتم طائی نہ بنو، میں آرہا ہوں۔" رک کر دوسری طرف سنا پھر جھلا گیا۔" تمہیں تو ویسے بھی جیل کی سلاخوں سے عشق ہے۔میں کیا کر سکتا ہوں؟"

بڑبڑا کر کال کاٹ دی اور پھر مائعزم کو دیکھا۔

"سوری، مائعزم۔مجھے جانا ہو گا۔زیان یہیں آرہا تھا جب راستے میں کسی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تو وہ اسے ہاسپٹل لے گیا۔تقریبا دو تین گھنٹے لگ جائیں گے۔" وہ معذرت خواہانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

انابیہ نے بغور مائعزم کے چہرے کو بجھتے دیکھا۔اس نے خفیف سا سر جھٹکا پھر زبردستی مسکرائی۔

"نو پرابلم، ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔"اس نے تائید طلب نگاہوں سے کہتے ہوئے انابیہ کو دیکھا۔

"شیور۔"

جب وہ ہاسپٹل پہنچے تو عصر کے بعد سائے لمبے ہو رہے تھے۔مطلوبہ راہداری میں دیوار سے ٹیک لگائے زیان انہیں دیکھ کر سیدھا ہوا۔

"کیا بنا؟"عارب نے قریب آکر پوچھا۔زیان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا مگر کچھ بھی جتائے بغیر سر جھٹک دیا۔وہ نگرانی والی بات کو درست وقت پر استعمال کر سکتا تھا۔ابھی خاموشی بہتر تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔وہ استیھما پیشنٹ تھا۔ڈرائیونگ کرتے ہوئے اٹیک ہوا تھا تو کار بے قابو ہو گئی۔باقی سب ٹھیک ہے۔ٹریٹمنٹ دے دی ہے،اب اسٹیبل ہے۔"

"اس کی فیملی کو اطلاع کر دی؟"انابیہ نے پوچھا۔

"پولیس نے اس کی معلومات نکلوائی تھیں۔اس کی کوئی فیملی نہیں ہے۔جاب پرسن ہے اور اکیلا ہی رہتا ہے۔"زیان نے کندھے اچکائے پھر کوئی خیال آیا تو مائعزم کو دیکھا جو گردن موڑے بند دروازوں کو دیکھ رہی تھی۔

"آئی ایم سوری مائعزم۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یوں جانا پڑے گا۔"

مائعزم نے چونک کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائی۔اسے احساس تھا،یہی کافی تھا۔

"کوئی بات نہیں۔اٹس فائن۔تم اس لڑکے سے ملے؟"

"اس کا نام باسل احتشام ہے۔اور نہیں،اسی لئے انتظار کر رہا ہوں۔"

"پولیس کو کیسے نپٹایا؟" عارب نے خیال آنے پر پوچھا۔

"انہوں نے بس بیان ہی لیا تھا۔"

"ویسے تم جس کی مدد کرتے ہو، وہ تم پر بھاری پڑتی ہے۔" انابیہ نے جیسے اسے کچھ یاد دلایا تھا۔ مائعزم نے بے اختیار لب کاٹا۔ زیان نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا پھر شانے اچکا دیئے۔

"اس میں ان کیا قصور جن کی میں مدد کرتا ہوں؟ وہ لڑکا اکیلا تھا۔ اس کی کوئی فیملی نہیں ہے اور مجھ سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ تنہا ہونا کیسا ہوتا ہے؟" وہ جتاتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ کب تنہا ہوا؟" انابیہ نے حیرت سے عارب کو دیکھا۔

"ہمیشہ سے۔" دو لفظی جواب تھا جس نے انابیہ کو خاموش کر دیا۔

"اس نے اپنے لئے یہ خود چنا ہے۔" مائعزم آہستگی سے بولی۔عارب نے محض شانے اچکا دیئے۔

زیان نے کمرے کا دروازہ دھکیلا تو باسل نے نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا۔آہٹ پر ڈاکٹر اس کی طرف پلٹا۔

"آپ ان کی فیملی ہیں؟"

"دوست ہوں۔"

"یہ کچھ میڈیسنز ہیں، نیچے سے لے آئیں۔رات تک دینی ہیں۔" اس نے پیڈ سے کاغذ پھاڑ کر اس کی طرف بڑھایا۔زیان نے سر کو خم دے کر تھام لیا۔ڈاکٹر پھر اپنے چیک اپ میں مشغول میں ہو گیا۔زیان نے دو قدم پیچھے ہٹ کر موبائل نکالا اور عارب کو میسج کر کے دوائیاں لانے کو کہا۔

"تمہاری ذرا سی پروا دکھا دو، تم تو مفت کا غلام ہی سمجھنے لگتے ہو۔" دو سرخ شکلیں بھیجی تھیں۔

زیان کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ چھو گئی۔ وہ جانتا تھا کہ عارب کو سیڑھیاں چڑھنا انتہائی ناگوار لگتا تھا اور لفٹ اس سے بھی زیادہ کاٹتی تھی۔

"کون سی پروا؟"

"بھاڑ میں جاؤ۔" وہ آف لائن ہو گیا۔

زیان نے نگاہوں کی تپش محسوس کر کے سر اٹھایا تو باسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر نظروں کا زاویہ موڑ لیا۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد زیان کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" ابرو سکیڑے باسل چبھتے ہوئے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ چہرے کی رنگت اب قدرے بہتر تھی۔ آنکھوں میں عجیب سی ٹھنڈک تھی۔

"میں 'ایک ہاتھ دے اور ایک ہاتھ لے' کے اصول پر کام کرتا ہوں۔" زیان نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "تم سے کچھ معلومات چاہیئں۔ اسی لئے مدد کر رہا ہوں اور یاد سے پیسے واپس کر دینا۔"

باسل ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ سر کو خم دیا۔

"کیسی معلومات؟"

"ابھی نہیں۔ صبح تک تمہیں ڈسچارج کر دیں گے، میں شام کو تمہارے گھر آؤں گا۔" رک کر اضافہ کیا۔ "اگر تمہارے لئے ایزی ہو تو۔"

"میں انتظار کروں گا۔"

www.novelsclubb.com

"شکریہ۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا شکریہ ادھار ہے۔" باسل نے نگاہیں اٹھائیں۔

"شیور۔" وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔ باسل کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

آسمان پر چھائی شام رات میں بدل رہی تھی۔ پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھتے ہوئے انابیہ کو یکدم کوئی خیال آیا تھا۔

"پتہ ہے تمہاری سزا کیا ہے؟" اس نے مڑ کر کڑے تیوروں سے زیان کو گھورا۔

"کس چیز کی سزا؟" اس نے بے اختیار ابرو چکایا۔ آنکھوں میں حیرانی لہرائی۔ وہ کلس اٹھی۔

"واہ، پتہ ہی نہیں ہے۔ تم نے میری دوست کی پارٹی خراب کی ہے جو وہ میرے اعزاز میں دے رہی تھی سو اب تم ہمیں کسی اچھے سے ریستوران میں کھانا کھلاؤ گے۔" وہ تحکم سے کہہ رہی تھی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے، انابیہ۔" مائعزم نے منع کرنا چاہا۔

"شیور، چلتے ہیں۔" زیان نے سر کو اثبات میں خم دیا۔ مائعزم نے خفت سے اسے دیکھا۔

"تم بھی اس کی باتوں میں آ رہے ہو؟ ایسے ہی کہہ رہی ہے۔ اگنور کرو۔"

انابیہ کو گویا پتنگے لگ گئے۔ عارب بے ساختہ مسکرایا۔ اسے چڑانے کے لئے کھنکھارا۔

"نہیں، وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے۔" اب کہ وہ ہلکا سا مسکرایا۔ مائعزم نے نظریں چرالیں۔ ذہن وہیں کیوں بھٹکتا تھا، جہاں سے وہ نکلنا چاہتی تھی؟ سر جھٹک دیا۔

"میرا خیال ہے، یہاں سے سیدھا..."

"زیان۔"

عارب کی بات جس آواز نے کاٹی تھی، اس نے زیان کو پل کے لئے سن کر دیا تھا۔ مگر وہ باقی تینوں کی طرح نہیں پلٹا۔ قدم برف ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"زیان، مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"

متذبذب لہجے میں کہتے ہوئے وہ ارسم خان تھا۔ عارب کا گویا دماغ گھوم گیا۔

"کیوں؟ کچھ اور رہ گیا ہے؟" وہ کاٹ دار لہجے میں بولا تھا۔

"عارب، پلیز تم غلط نتیجہ اخذ کر رہے ہو۔" اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"صحیح نتیجے کے لئے تم نے چھوڑا ہی کیا تھا؟"

زیان نے گہری سانس لی اور عارب کو دیکھا۔ جس تکون میں وہ تینوں قید تھے، اس کی سیاہی بڑھتی جا رہی تھی۔

"عارب، تم کار میں بیٹھو۔ میں آتا ہوں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے مڑ کر انابیہ اور مائعزم کو جانے کا اشارہ کیا۔ عارب ضبط سے ارسم کو گھورتا پلٹ گیا۔

ان کے جانے کے بعد زیان ارسم کی طرف متوجہ ہوا۔

"کہو۔" جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کا چہرہ بالکل بے تاثر تھا۔ گویا سامنے کھڑے شخص سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

"دیکھو۔" ارسم نے گلا تر کرتے ہوئے کہا۔ "جو بھی ہوا، میں ایکسپلین کر سکتا ہوں۔"

"مگر مجھے سننے میں دلچسپی نہیں ہے۔" خشک انداز تھا۔

www.novelsclubb.com

ارسم پل کے لئے لاجواب ہوا۔

"زیان، حالات ویسے نہیں ہیں جیسے تم سمجھ رہے ہو۔ میں مجبور تھا۔"

"کیا میں نے کوئی شکوہ کیا؟"

ارسم نے بے بسی سے اسے دیکھا جس کے سپاٹ چہرے پر کسی جذبے کی کوئی رمق نہ تھی۔

"پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔ مجھے لگا تھا کہ تمہاری ایلیٹ کلاس کی وجہ سے زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ یہاں ویسے بھی افیئرز عام سی بات ہے۔ حتی کہ مڈل کلاس میں بھی مرد کی غلطیاں نظرانداز کر دی جاتی ہیں۔ اس میں ایسا کچھ خاص نہیں ہے۔ لوگ بھول بھال بھی چکے ہیں۔" وہ تیز تیز کہتا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے فرق پڑتا ہے۔" دانت پر دانت جمائے وہ غرایا تھا۔ اس کا ضبط ٹوٹنے لگا۔ آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھریں۔

"تمہیں کیوں لگا ارسم خان کہ مرد کی عزت اگر اڑائی جائے تو خسارا پورا ہو جاتا ہے۔ تم نے مجھ پر ان کاموں کے الزام لگائے جن سے میں ساری زندگی بچتا رہا۔ تم نے مجھے میری فیملی اور دوستوں میں سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا اور اب تم کہہ رہے ہو کہ میری کلاس میں یہ عام سی بات ہے۔ میرے لئے یہ عام بات نہیں ہے۔" وہ پھٹ پڑا تھا۔ اس نے تہیہ کیا تھا کہ کچھ نہیں بولے گا لیکن بے سود۔ وہ اہانت اور ذلت پھر سر اٹھانے لگی تھی۔

ارسم یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ یہ وہ زیان ارتضی نہیں تھا جسے وہ جانتا تھا۔ یہ بیزار، سرد اور تلخ انسان کوئی اور تھا۔ وہ کیسے اتنا بدل گیا تھا؟

www.novelsclubb.com

"تم نے میرے اندر اتنا زہر بھر دیا ہے کہ میں کسی پر بھروسہ نہیں کر پاتا۔ تم نے جس کھیل کو شروع کیا تھا، اپنے عروج کو پہنچتا وہ کھیل مجھے ختم کر گیا اور ستم یہ ہے کہ تم اب بھی ڈھٹائی سے یہ سب کہہ سکتے ہو۔"

"میں مجبور تھا۔انہوں نے مجھے ڈرگ ایڈکٹ بنا دیا تھا۔وہ مجھے کنٹرول کر رہے تھے۔" بے بسی کے احساس کے تحت ارسم کی آواز بلند ہوئی۔

"تو تم نے اپنا نشہ پورا کرنے کے لئے مجھے بیچ دیا؟" اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔

"وہ غلطی تھی۔تم اتنی سی غلطی معاف نہیں کر سکتے؟"

"وہ جرم تھا۔میں بے گناہ تھا اور تم نے مجھے بدکردار بنا دیا،پورے گھر کے سامنے جو تماشا بنایا تھا،وہ بھول گئے ہو؟اور نہیں ہے میرے پاس معافی۔" وہ جھٹکے سے دو قدم پیچھے ہوا۔پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

"میرا کردار اگلے پورے ماہ میڈیا پر ڈسکس ہوتا رہا۔مجھے خود پر فخر تھا اور تم نے ایسا چکنا چور کیا کہ میں خود سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں رہا۔" اس کی آواز آخر میں کانپی تھی۔جو چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا،اس نے اندر تک کاٹ دیا تھا۔

"تم جیسے بدکردار انسان سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

اس پر جمی ارسم کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔وہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

"میرے سامنے دوبارہ مت آنا۔تم مجھے روکنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔"آواز کاٹ دار اور لہجہ شعلہ بار تھا۔

وہ پلٹ گیا جب ارسم بے اختیار پکارا۔

"میں تمہارا انتظار کروں گا۔میرے پاس کچھ ایسا ہے جو تم سننا چاہو گے۔"

زیان کے قدم بس پل کے لئے رکے تھے پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ارسم نے گہری سانس لی اور مغموم سا پلٹ گیا۔وہ جانتا تھا کہ یہ اتنا آسان نہیں تھا۔مگر اسے کوشش کرنی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان کار کی طرف نہیں گیا۔وہ پارکنگ لاٹ سے تھوڑا دور درخت کے پیچھے رک گیا۔دو انگلیوں سے آنکھوں میں ٹھہری نمی رگڑی۔گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ افیئر چلانے کی؟" حلق کے بل چیختے ہوئے وہ ارسم تھا۔

"تمہاری ماں نے تمہاری یہ تربیت کی ہے؟" حسام کی آنکھوں میں گہرا تنفر تھا۔

"ممی میں نے کچھ نہیں کیا۔" اس نے تڑپ کر کہا تھا۔

"میں جانتی ہوں، زیان۔" تین لفظوں میں بات ختم کر دی گئی۔

وہ وہیں تھک کر بنچ پر بیٹھ گیا۔ سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ اپنے سیاہ ماضی سے جڑے صرف ایک کردار سے ملاقات نے اس کا جمود توڑ دیا تھا۔ وہ تین ماہ خود کو پتھر کرتا رہا لیکن آخر میں ریزہ ریزہ ہی ہوا۔

www.novelsclubb.com

وہ اکیلا تھا۔ تنہا کئی جنگیں لڑ رہا تھا۔ ہر بوجھ بھاری ہو رہا تھا۔ ہر اذیت جان نکال رہی تھی۔

*****

زمل نے چابی گھماتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ جھک کر جوگرز اتارتے ہوئے شو ریک میں رکھے۔ سیدھی ہوئی تو جیسے ٹھٹکی۔ اندر سے ابھرتی آوازوں نے پل کے لئے سن کر دیا۔ وہ تیزی سے اندرونی دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔

لاؤنج میں صوفے پر کروفر سے اس کے تایا عابد بیٹھے تھے۔ آنکھوں میں وہی ازلی تفاخر تھا۔ اعظم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائے۔

"کیسی ہے میری بیٹی؟" عابد لہجے میں شیرینی سموئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ زمل مردہ قدموں سے آگے آئی۔ انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"کالج سے آرہی ہو؟"

"جی۔" اس نے نگاہیں پھیر کر باپ کو دیکھا۔ وہ کتنے خوش لگ رہے تھے۔ دل پر ایک بوجھ سا آن گرا۔

www.novelsclubb.com

"میں بزنس کے سلسلے میں دبئی گیا ہوا تھا۔ سوچا واپسی پر اپنی بیٹیوں سے ملتا جاؤں۔ ورنہ تو کام کی بہت مصروفیات ہوتی ہیں۔" لہجے میں وہی رعونت تھی۔ وہی احساس برتری۔

زمل سر کو خم دیتی وہاں سے ہٹ گئی۔ اسے آخری لمحے تک اپنی برداشت قائم رکھنی تھی۔ گہرے سانس لیتے ہوئے اس نے کمرے کا دروازہ دھکیلا۔

حبہ اسے دیکھتے ہی تیزی سے اٹھی۔

"آپی دیکھیں نا، تایا ابا ہمارے لئے گفٹس لائے ہیں اور مہر مجھے نہیں دیکھنے دے رہی۔" وہ منہ بسورے کہہ رہی تھی۔ زمل بمشکل چٹختے اعصاب کو قابو کرتے ہوئے مسکرائی۔

"کیوں مہر؟" اس نے جھک کر حبہ کے بال سنوارے۔

"تمہارے بغیر کیسے کھول لیتے؟ تم چینج کر لو، پھر دیکھتے ہیں۔"

زمل سر ہلاتی عبایے کی زپ کھینچنے لگی۔

"کھانا وغیرہ کھالیا؟"

"تایا ابا گیارہ بجے اچانک ہی آ گئے تھے۔ابو کھانا باہر سے لے آئے اور میں نے سائیڈ ڈشز کے ساتھ ڈیزرٹ بنالی۔ابھی کچھ دیر پہلے فارغ ہوئے ہیں۔"

"ہوں۔"زمل نے سر ہلا کر عبایہ وارڈروب میں ہینگ کیا اور کپڑے نکالتی ہوئی حبہ کی طرف مڑی۔

"حبہ، سکول میں دن کیسا رہا؟"

"بہت اچھا، آپ جلدی کریں نا۔"وہ بے صبری ہو رہی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ بیڈ پر بیٹھی پلیٹ اٹھائے بریانی کھا رہی تھی۔مہر اور حبہ سامنے بیٹھی بیگ کھول رہی تھیں۔

"آپی، یہ دیکھیں۔" حبہ جوش سے اسے اپنا کچن سیٹ دکھا رہی تھی۔ زمل مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔

"میں ابو کو دکھاتی ہوں۔" وہ اپنی چیزیں سمیٹتی نیچے اتر گئی۔

"کمرہ سیٹ ہے نا؟" زمل کو خیال آیا۔

مہر نے سر ہلاتے ہوئے آخری ڈبہ نکالا۔ وہ نیلے رنگ میں لپٹا گفٹ باکس تھا۔ اس پر لگا اسٹکی نوٹ پڑھتی مہر کی آنکھیں پھیل گئیں۔ جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"کیا ہوا؟" زمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔

مہر نے بنا کچھ کہے باکس اس کے سامنے رکھ دیا۔ زمل نے نگاہیں جھکائیں اور پھر اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ پیشانی کی رگیں تن گئیں۔ پلیٹ ٹھک سے ٹیبل پر رکھی۔

With best wishes, for Zimal.

From Seegham.

"اس کی ہمت کیسے ہوئی؟" دبی دبی آواز میں وہ غرائی۔اتنی زور سے مٹھیاں بھینچیں کہ ناخن اندر اتر گئے۔وہ تیزی سے اٹھی جب مہر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"کہاں جا رہی ہو؟ابو وہیں بیٹھے ہیں۔کول ڈاؤن۔"

"مائی فٹ۔کس رشتے کے تحت اس نے یہ حرکت کی ہے؟" بے بسی کے احساس سے چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

"تایا ابا نہیں جانتے ہوں گے۔ابھی کوئی بدمزگی نہ کرو۔بعد میں اسے دیکھتے ہیں۔" مہر اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"زمل پلیز۔"

وہ تھک کر وہی بیٹھ گئی۔سر ہاتھوں میں گرائے چند گہرے سانس لئے۔

"کون سی برتری ہے جو یہ جتاتے ہیں؟" وہ زخمی سی آواز میں بولی۔

"المال والبنون۔" مہر نے آہستگی سے کہا۔ زمل نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ (مال اور بیٹے)

"تم پریشان نہ ہو، ہم اس معاملے کو دیکھ لیں گے۔ ریلیکس۔" مہر نرمی سے اسے تسلی دے رہی تھی۔ مگر زمل کے اندر سلگتی آگ باہر نکل کر سب جلانے لگی تھی۔

اپنے سیاہ ماضی سے جڑے ایک کردار سے ملاقات نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ دو سال خود کو مضبوط کرتی رہی لیکن فقط ایک نگاہ نے اس کی ساری ہمت کسی ریت کی طرح بکھیر دی تھی۔

وہ اکیلی تھی۔ تنہا کئی جنگیں لڑ رہی تھی۔ ہر بوجھ بھاری ہو رہا تھا۔ ہر اذیت جان نکال رہی تھی۔

شام اتری تو وہ اعظم کے کمرے میں آئی تو وہ وہاں نہیں تھے۔ وہ گہری سانس لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ جانتی تھی کہ وہ اپنے بھائی کے کمرے میں ہوں گے۔

اعظم مصطفی کے لئے رشتے بہت معانی رکھتے تھے، یہی زنجیر تھی جو زمل کو روکتی تھی۔اسی وجہ سے وہ ہمیشہ ہر بوجھ خود تک رکھتی رہی تھی۔

اپنی سوچوں میں وہ ایسی الجھی تھی کہ اعظم کے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی۔

"زمل، خیریت ہے بیٹا؟" وہ اسے وہاں دیکھ کر چونکے تھے۔

"جی۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آپ کا موبائل چاہیے تھا۔دوست کو کال کرنی ہے۔ میرا کریڈٹ ختم ہو گیا ہے اور مہر سو گئی ہے، اس لئے اس کا بھی نہیں لے سکتی۔" وہ اعتماد سے کہہ رہی تھی۔

"اس وقت کال؟" انہوں نے گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا جہاں سات بج رہے تھے۔

"جی، اسے نوٹس کا کہنا تھا۔"

اعظم نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے موبائل نکال کر ان لاک کیا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"گفٹس دیکھ لئے؟"

زمل نے بمشکل چہرے کے تاثرات برقرار رکھے اور زبردستی مسکرائی۔ وہ انہیں ان کے رشتوں سے بدظن نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"جی۔ میں بس دس منٹ میں آتی ہوں۔"

"کوئی مسئلہ نہیں۔"

زمل نے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے ایک نظر گیسٹ روم کے دروازے پر ڈالی۔ آنکھوں میں تنفر کی لہر اٹھی۔

اسے اندر آتے دیکھ کر مہر نے ابرو چکایا۔

"مل گیا موبائل؟"

"ہاں، مگر تم سو رہی ہو۔" وہ معنی خیز انداز میں بولی۔ مہر ہنس دی۔

"ویسے ہم گفٹ واپس بھی تو بھیج سکتے ہیں نا۔ کال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"میں اسے اس کی حرکت کی سنگینی کا احساس دلانا چاہتی ہوں۔ ایسی باتوں پر خاموش نہیں رہا جاتا۔ اگلے کو مزید ہمت ملتی ہے۔"

مہر نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"اچھا، اپنے موبائل سے کیوں نہیں کیا؟"

کال لاگ کھولتے ہوئے زمل نے نگاہیں اٹھائیں۔

"میں نہیں چاہتی کہ میرا نمبر اس کے پاس ہو۔ میرا بس چلے تو اپنی زندگی سے ان باپ بیٹے کا صفحہ ہی پھاڑ دوں۔" سلگتے ہوئے لہجے میں کہتی وہ سکرول کر رہی تھی۔

مہر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوچتی نگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

گہری سانس خارج کرتے ہوئے زمل نے اسپیکر کے نشان کو چھوا۔چند لمحے کمرے میں جاتی گھنٹیوں کی آواز گونجتی رہی پھر کال اٹھالی گئی۔

"خیریت چاچو، آپ نے اس وقت کال کی؟"بغیر سلام دعا کے صیغم نے تشویش سے پوچھا تھا۔

زمل نے ضبط سے خود کو پھٹنے سے روکا۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ گفٹ بھیجنے جیسی گھٹیا حرکت کیوں کی؟"

دوسری طرف صیغم بری طرح چونکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"زمل؟"اس نے جیسے تصدیق چاہی۔

"بہتر یہی ہوگا کہ تم سوال کا جواب دو۔"اس نے درشتی سے کہا۔صیغم محظوظ سا مسکرایا۔

"کیا اتنا غصہ گفٹ بھیجنے کے لئے ہے؟کزن ہو،اس میں کیا ہے؟"

"اپنی حد میں رہو۔ میرے لئے یہ نام نہاد کزن کا رشتہ ذرے جتنی اہمیت نہیں رکھتا۔ کس حق سے تم نے یہ حرکت کی ہے؟" اس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔

"ڈیڈ جانتے ہیں۔ آفٹر آل میں نے اپنی ڈیئر سٹ کزن کو ہی گفٹ بھیجا ہے۔" وہ تپا دینے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

زمل کا ضبط ٹوٹنے لگا۔ اس نے آخر اپنے تایا سے کسی اچھی بات کی امید کی ہی کیوں تھی؟

"جسٹ شٹ اپ۔ آئندہ یہ حرکت کی تو دوبارہ کرنے کے لائق نہیں رہو گے۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔ اسے شدید گرمی لگ رہی تھی۔ سب جل رہا تھا۔

دوسری طرف وہ ہنس دیا۔

"پرانی باتیں بھول جاؤ، زمل۔ نئی شروعات میں ایسی ناراضگیاں نہیں چلتیں۔"

مہر بے اختیار چونکی۔آنکھوں میں استعجاب اتر آیا۔ساکن تو لمحے کے لئے زمل بھی ہوئی تھی۔

"ٹودا ہیل ودیو۔" تنفر سے کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔جانتی تھی کہ اگر کال جاری رہی تو اس کی بکواس بھی جاری رہے گی۔موبائل بند کر کے اس نے آنکھیں بند کر کے گہرے سانس لئے۔آنسو ابلنے کے لئے بے تاب تھے۔

"یہ کون سی پرانی باتوں کا حوالہ دے رہا تھا؟" مہر نے حیرت سے پوچھا۔

زمل نے بے اختیار لب کاٹا۔

"وہی طعنے جو ان کی طرف سے ملتے تھے۔" سنبھل کر جواب دیا۔

مہر کے تاثرات بگڑ گئے۔بڑبڑا کر سر جھٹکا۔زمل گہری سانس لیتی مڑ گئی۔

آج کی رات اس پر بھاری گزرنے والی تھی۔

*****

بیل بجا کر زیان نے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک طائرانہ نگاہ ارد گرد ڈالی۔وہ کافی کشادہ بلڈنگ تھی جس میں متوسط درجے کے کئی اپارٹمنٹس تھے۔کچھ لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔اسے دیکھ کر باسل نے بے اختیار ابرو چکائے۔

"تم لیٹ ہو۔"

"میسج کے دس منٹ بعد پہنچ گیا ہوں۔ٹریفک کا ٹائم کاٹ دو۔" چہرے پر وہی ازلی سنجیدگی تھی۔

باسل نے دلچسپی سے اس کی بے نیازی دیکھی پھر ہٹ کر راستہ دیا اور آگے بڑھ گیا۔زیان اس کے پیچھے اندر آ گیا۔چھوٹا سا لاؤنج قدرے صاف ستھرا تھا۔باسل نے ہاتھ سے بیٹھے کا اشارہ کیا اور خود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اسے جاتے دیکھ زیان اونچی آواز میں پکارا۔

"اوکے۔" وہ ان سنی کرتا کچن میں چلا گیا۔چند منٹوں بعد کافی کے دو مگ ٹرے میں رکھے وہ لاؤنج میں آیا تو زیان موبائل پر جھکا ٹائپنگ کر رہا تھا۔اسے آتے دیکھ کر اسکرین بجھا دی۔

"تھینکس۔"

باسل مقابل صوفے پر بیٹھا اور ہاتھ بڑھا کر اپنا مگ اٹھا لیا۔لبوں سے لگاتے ہوئے سامنے بیٹھے لڑکے پر ایک گہری نظر ڈالی۔

وہ سیاہ جینز پر سفید شرٹ پہنے ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لگ رہا تھا۔کتھئی پرکشش آنکھوں کسی بھی تاثر سے خالی تھیں۔یہ سپاٹ پن اور سنجیدگی اس کی مقناطیسی شخصیت میں مزید اضافہ کرتی تھی۔بال پیچھے کو جمے تھے

لیکن ویسے ہی دائیں طرف سے ذرا سے بکھرے تھے۔

مجموعی طور پر اس کو پرکھنا مشکل تھا۔باسل نے جیسے اعتراف کیا۔

"کیا بات کرنی تھی؟"

زیان نے مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے جینز کی جیب سے کچھ نکال کر باسل کے سامنے رکھا۔وہ کافی پینا بھول گیا۔آنکھوں میں خوف ابھرا۔

وہ ایک چھوٹا سا پتھر کا بنا گدھ تھا۔جس کے پر کٹے ہوئے تھے۔اسے اس طرح ڈیزائن کیا گیا تھا کہ وہ حقیقی معلوم ہو رہا تھا۔اس کی سرخ آنکھوں عجیب سی کاٹ تھی۔

زیان بغور باسل کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ رہا تھا۔وہ خود بھی غیر آرام دہ لگ رہا تھا۔یوں جیسے یہ گدھ فضا سے تازگی کھینچ رہا تھا۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملا؟" نگاہیں ٹیبل پر جمی تھیں۔چہرے کی رنگت نچڑ گئی تھی۔

"میرا ہے۔"

باسل کو جھٹکا لگا۔اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ تم اس سے جڑے ہو۔"

"میرا مطلب ہے کہ یہ تمہارے پاس سے نہیں ملا، میرے پاس بہت پہلے کا ہے۔"

باسل نے سر جھٹکا۔یوں جیسے کندھوں سے بوجھ سرکا ہو۔

"تم اس بارے میں بات کرنے آئے ہو؟"

زیان نے سر کو خم دیا اور پیچھے کو ٹیک لگائی۔اندر تک اترتی نگاہیں مقابل کے چہرے پر جمی تھیں۔

"تمہاری کار سے مجھے اس کا نشان ملا تھا۔گلو کمپارٹمنٹ میں ایک اسکیچ کی صورت میں۔سو میں تم سے یہ جاننے آیا ہوں کہ تم اس لوگو کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

www.novelsclubb.com

''لوگو؟'' باسل نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔''یعنی تم جانتے ہو کہ یہ کسی خاص گروپ کا نشان ہے؟''

''میرے جاننے پر ہم بعد میں آئیں گے۔ابھی، تم کیا جانتے ہو؟''

''اس پر بھی ہم بعد میں آئیں گے۔ابھی، تم اس بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہو؟'' وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔زیان نے گہری سانس لی اور ہاتھ باہم ملائے آگے ہوا۔

''یہ پورا ایک گروپ ہے۔جس کا نیٹ ورک اتنا وسیع نہیں ہے لیکن بہر حال موجود ہے۔ان کا کام کیا ہے، ٹھکانے کہاں ہیں؟ میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ اس اورگنائزیشن کا ٹارگٹ ایک ہی شخص ہے۔'' نگاہیں اس گدھ پر جمی تھیں۔

''کون؟'' باسل بے اختیار آگے ہوا۔آنکھیں سکیڑے وہ جیسے اسے پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

زیان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔بے تاثر چہرے کا خول لمحے بھر کو چٹخ گیا۔بے اختیار گہری سانس کھینچی۔

"Myself۔"انداز سرد تھا۔آنکھوں میں چنگاریاں ابھر رہی تھیں۔

باسل نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"رئیلی؟"اس کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔"وہ پوری اورگنائزیشن تمہارے پیچھے ہے؟"

زیان نے سر کو خم دیا۔پیچھے کو بیٹھا عادتا کی چین انگلیوں میں گھما رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟تمہارے پاس ان کا کوئی راز ہے؟"

"نہیں،میرے پاس کوئی راز نہیں ہے۔"اس نے سر جھٹکا۔"کیسے پتہ ہے،یہ پھر کبھی بتاؤں گا۔لیکن فی الحال میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی

کوشش کر رہا ہوں۔اس میں کافی وقت لگ رہا ہے لیکن کچھ خاطر خواہ مل ہی گیا ہے۔"

"تم اکیلے ان سے مقابلہ کرنے نکلے ہو؟ سیریئسلی؟ عارب پولیس میں ہے، تم اس کی مدد لے سکتے ہو۔" وہ جیسے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اول، میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے۔دوم، عارب جذباتی ہے۔وہ اس معاملے کو ڈیل کرنے کے چکر میں خود کو خطرے میں ڈال دے گا۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی کرتا رہے جہاں کہیں مجھے لگا کہ اسے انوالو کرنا ضروری ہے، میں اسے بتا دوں گا۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"فائن۔" اس نے بات سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔"ویسے باتیں چھپانے کی عادت تمہیں ورثے میں ملی ہے؟"

زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔آنکھوں میں ناگواری اتر آئی۔

"ہر ب۔ جتنا زیادہ علم ہو گا، اتنا ہی خطرہ بھی زیادہ ہو گا۔ اور میں ان میں سے کسی کو بھی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ تم اس سے تعلق رکھتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ تم پوچھو، کیا پوچھنا ہے۔"

"تم اس نشان سے کیسے واقف ہو؟"

باسل نے گہری سانس لے کر ہمت مجتمع کی۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"میرے والد نے مجھے سنگل پیرنٹ کے طور پر پالا تھا۔ وہ ایک پرنٹنگ پریس میں کام کرتے تھے جہاں قرآن اور دیگر اسلامی کتابیں پرنٹ کی جاتی تھیں۔ میری جاب کے باوجود انہوں نے وہ کام نہیں چھوڑا تھا۔ انہیں اپنے کام سے بہت محبت تھی۔ میں نے بھی زیادہ اصرار نہیں کیا۔ آج سے آٹھ ماہ قبل اس دن مجھے وہ پریشان لگے تھے۔" آہستہ آہستہ کہتے ہوئے اس کی نگاہیں اسی گدھ پر جمی تھیں۔

"میرے پوچھنے پر انہوں نے ٹال دیا لیکن وہ خاموش اور پریشان رہنے لگے تھے۔ پھر ایک دن وہ گھر نہیں آئے۔" اس نے ضبط سے گہری سانس لی۔ زیان ویسے ہی سن رہا تھا۔

"میں شام تک انتظار کرتا رہا مگر وہ نہیں لوٹے تو صبح میں اس پریس میں چلا گیا۔ وہاں سے مجھے پتہ چلا کہ وہ شام کو ہی نکل گئے تھے۔ مگر مجھے یقین نہیں آیا، گھر کے علاوہ وہ کہاں جا سکتے تھے؟ میں اس جگہ آیا جہاں وہ کام کرتے تھے۔ وہاں کئی ڈبے رکھے تھے جن میں لوہے کے راڈز تھے۔ ذرا سی تلاش پر انہی راڈز کے پیچھے مجھے ان کا موبائل مل گیا۔" وہ سانس لینے کے لئے رکا۔ ٹھنڈی آنکھوں میں تپش سی ابھرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"موبائل آف تھا۔ آن کرنے پر مجھے جو پہلا نوٹیفیکشن ملا وہ آڈیو کے سیو ہونے کا تھا۔ میں نے اس آڈیو کو پلے کیا تو اس میں لڑنے جھگڑنے کی آوازیں تھیں۔ کئی لوگ تھے۔ وہ شائد بابا کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے تھے لیکن وہ نہیں

مان رہے تھے۔ تبھی اس پریس کے مینجر کی آواز آئی جو بابا کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہا تھا۔اس کے بعد آڈیو ختم ہو گیا۔"

باسل نے سر جھکا کر پیشانی رگڑی۔کافی سے اٹھتی بھاپ ساکن ہو چکی تھی۔

"تم مینجر سے ملے؟"کافی دیر بعد زیان نے سوال کیا۔

باسل نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور تلخی سے مسکرایا۔

"ظاہر ہے، لیکن اس نے صاف لاعلمی کا اظہار کر دیا۔میں واپس آ گیا۔"

"واپس آنے سے پہلے تم نے کیا کیا تھا؟"زیان نے ابرو چکا کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

باسل نے پر تپش مسکراہٹ کے اسے دیکھا۔

"میں رات کو اسی پریس میں رک گیا تھا۔"

زیان ہلکا سا مسکرا دیا یوں جیسے وہ محظوظ ہوا تھا۔

"میں نے مینجر کے کمرے میں نقب لگائی۔الماریوں پر تالے لگے تھے جو میں نے توڑ دیئے۔اندر فیکٹری کے کاغذات کے علاوہ بھی کئی چیزیں تھیں۔انہی میں سے یہ اسکیچ تھا جس پر لوگو بنا ہوا تھا۔اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔میں نے ٹیبل کے نیچے بگ لگا دیا اور اگلی صبح واپس آ گیا۔"

باسل کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی۔چہرے پر کرب ٹھہر گیا۔زیان اس کرب کو پہچانتا تھا۔پا کر کھو دینے کی اذیت۔

"اس بگ سے جو کچھ ملا،اس کے مطابق انہوں نے بابا کو مار دیا تھا۔"اس کی آواز آخر میں لرز گئی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔چند لمحے خاموشی چھا گئی۔

"آئی ایم سوری۔"

"اٹس اوکے۔"باسل نے گہری سانس اندر کو کھینچی۔

"تم جانتے ہو کہ میرا اگلا مطالبہ کیا ہو گا؟"

"میں تمہارا ساتھ دوں گا، لیکن ایک شرط پر۔" اس کا لہجہ گھمبیر تھا۔

زیان نے سوالیہ ابرو چکا کر اسے دیکھا۔

"تم مجھے سب بتاؤ گے۔ اول تا آخر۔ جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا۔ اس اور گنائزیشن سے جڑی کوئی بھی بات تم مجھ سے نہیں چھپاؤ گے۔" وہ اسے نگاہوں کے حصار میں رکھے کہہ رہا تھا۔

زیان چند لمحے خاموش رہا۔ پھر گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"اوکے۔ لیکن تم عارب کو کچھ نہیں بتاؤ گے۔" انداز حتمی تھا۔

"تم مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو۔"

پل کے لئے زیان اپنی جگہ پر تھم گیا۔ چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"یا شائد..." باسل نے بغور اسے دیکھا۔ "تمہارے ساتھ ٹرسٹ ایشوز ہیں۔"

"مجھے جاننے کی کوشش چھوڑ دو باسل۔ میں اپنی ذات اتنی آسانی سے آشکار نہیں کرتا۔ گھن چکر ہر کسی کو راس نہیں آتے۔" جتاتے ہوئے لہجے میں کہتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جھک کر لو گو اٹھا لیا۔ باسل کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ چھو گئی۔ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نے مجھے متاثر کیا ہے۔" اس نے جیسے آرام سے اعتراف کر لیا۔ زیان نے اچھنبے سے اسے دیکھا پھر بے نیازی سے کندھے اچکا دیئے۔

"میں متاثر کرنا جانتا ہوں۔" وہ آگے بڑھ گیا۔ باسل اسے دروازے تک چھوڑنے نہیں گیا۔ بس وہیں بیٹھا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو گہری سانس لی اور موبائل نکال لیا۔

وہ اب زیان ارتضی کو سرچ کر رہا تھا۔ آنکھوں میں دلچسپی تھی۔

*****

کھڑکیوں کے پار رات گہری ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔مہر نے ابرو بھینچے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھا۔چہرے پر خفگی تھی۔زمل نے ہینڈز فری نکالتے ہوئے اس کے تاثرات دیکھے۔وہ کچھ دیر پہلے ہی حرا کو ٹاپک سمجھا کر فارغ ہوئی تھی۔اب اپنی کتابیں کھول رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"تم حرا کو کیوں پڑھا رہی ہو؟" خفگی سے پوچھتے ہوئے وہ اپنا مگ اٹھائے بیڈ پر بیٹھی۔

"عاتکہ میم نے کہا تھا،اسے ضرورت تھی۔" وہ مصروف انداز میں صفحے الٹا رہی تھی۔

"بس کردو،زمل۔وہ خود بھی بندوبست کر سکتی ہے۔تمہارے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے کہ سوشل ورک کرتی رہو۔"

زمل نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"کسی کے راستے آسان کرنے سے اپنے راستے ہی آسان ہوتے ہیں، مہر۔ میں مینج کر تو رہی ہوں۔"

"یہی مینج کرنا تمہیں ایک دن تھکا دے گا۔" وہ یاسیت سے بولی۔

زمل ہلکا سا مسکرائی۔ اس کی خفگی میں بھی اس کی فکر چھپی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا، ان شاءاللہ۔" اس نے نرمی سے تسلی دی۔

"تمہیں یہ ٹیسٹ کرنا ہے، زمل۔ تمہیں اپنے خواب پورے کرنے ہیں۔ تمہیں آگے جانا ہے لیکن تم خود کو ایسے لوگوں میں الجھا رہی ہو جو تمہیں فائدہ نہیں دیں گے۔" وہ ابھی بھی فکر مند تھی۔

"یہ تو مغرب کا طریقہ ہے، مہر جو فائدہ دے اس کے ساتھ بہتر کرو۔ یہ تو سب کرتے ہیں۔ مومن کو کچھ تو مختلف ہونا چاہیے۔ مزہ تو تب ہے نا جب ان کے ساتھ

بھی اچھائی کی جائے جو ہمیں کوئی فائدہ نہ دے سکے۔تب انسان کی تربیت اور گٹس کا پتہ چلتا ہے۔"

"آپی، آپ کو ابو بلا رہے ہیں۔" حبہ بھاگتی ہوئی اندر آئی۔زمل نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"اب یہاں بیٹھ جاؤ اور ہلنا نہیں ہے۔خبردار جو بیڈ سے اتریں۔" وہ ڈپٹ کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپی۔" اس نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔مہر ہنس پڑی۔وہ ان سنی کرتی باہر نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

ہلکی سی دستک دیتے ہوئے زمل نے کمرے کا دروازہ دھکیلا۔اعظم نے کتاب سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور تکان سے مسکرائے۔وہ اندر چلی آئی اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔

''خیریت، آپ نے اس وقت بلایا؟''

اعظم چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

''آپ سے ایک بات کرنی تھی۔''

''جی؟'' وہ بغور انہیں دیکھ رہی تھی۔

''عابد بھائی نے آپ کے لئے صیغم کا رشتہ دیا ہے۔'' انہوں نے آہستگی سے کہا۔

زمل کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا محسوس ہوا۔ وہ شل سی انہیں دیکھتی رہ گئی۔

''ابو؟'' آواز میں صدمہ تھا۔ آنکھوں میں خوف کی ہلکی سی لہر ابھری۔ کیا بھائی کی محبت حاوی ہو گئی ہے؟ کیا انہوں نے سب جانتے ہوئے بھی آنکھیں بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟

''ابو آپ کو اس شخص کا علم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ...'' اس کے الفاظ لبوں میں دم توڑ گئے۔ کیا کہے، کیسے سمجھائے؟

www.novelsclubb.com

"آپ کو مجھ پر اتنا بھروسہ تو ہونا چاہیے، زمل کہ میں آپ کے لئے کوئی غلط فیصلہ نہیں کروں گا۔" وہی روایتی جملہ۔ زمل انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

اعظم نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے سر جھٹکا۔

"میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ زمل سے بڑھ کر کوئی بھی نہیں ہے۔ کیا آپ کو اتنا بھی بھروسہ نہیں ہے؟ میں سب جانتے بوجھتے بھی آپ کے ساتھ ایسا کر سکتا ہوں؟" وہ نرمی سے پوچھ رہے تھے۔

"وہ آپ کے بھائی ہیں۔" حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹک رہا تھا۔

"میری بیٹی سے بڑھ کر تو نہیں ہیں نا۔" وہ محبت سے مسکرائے اور ایک بازو اس کے گرد لپیٹتے ہوئے اسے خود سے لگا لیا۔ سر ان کے کندھے سے لگائے، زمل نے آنکھیں بند کر کے آنسو اندر اتارے۔

"مجھے لگا تھا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ مان ٹوٹنے کے خوف نے اپنے پنجے گہرے کر لئے تھے۔

"یہ خود کو مارنے جتنا مشکل ہو گا، زمل۔" وہ اس کا سر تھپکتے نرمی سے کہہ رہے تھے۔

"آپ ایسا نہیں کریں گے نا؟"

"کبھی بھی نہیں۔" انہوں نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔ "میری بیٹی اتنی ارزاں نہیں ہے کہ میں اسے جان بوجھ کسی جہنم میں دھکیل دوں۔ میں ایسا کر سکتا ہوں؟"

www.novelsclubb.com

"جب آپ خود نہیں یہ چاہتے تھے تو تایا کو اسی وقت کیوں نہیں انکار کیا تھا؟" گیلی سانس اندر کو کھینچتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"بھائی بہت اصرار کر رہے تھے کہ میں آپ سے پوچھ لوں۔ لیکن میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا تھا۔" ذہن میں کسی کی مبہم سی شبیہ ابھری تھی۔ انہوں نے بے اختیار سر جھٹکا۔

"تھینک یو، ابو۔ تھینک یو سو مچ۔" اس کی آواز ہنوز بھیگی ہوئی تھی۔

بھاری بوجھ کندھوں سے سرک گیا تھا۔ دل ہلکا پھلکا ہو گیا۔

باپ ساتھ ہوں تو بیٹیاں یونہی پر سکون رہتی ہیں۔

*****

وسیع و عریض رقبے پر پھیلے لان میں دعوت جاری تھی۔ برقی قمقمے ماحول کے سحر میں اضافہ کر رہے تھے۔ امراء ٹہلتے ہوئے، ہاتھ میں گلاس تھامے آسودہ لگ رہے تھے۔ چہروں پر مسکراہٹیں سجی تھیں، بھلے ہی دل میں اگلے کو جان سے مار دینے کی خواہش ہو۔

ایسے ہی عورتوں کے جھرمٹ میں ملائکہ کھڑی تھی۔سیاہ پیروں تک آتی سکرٹ پہنے جس کی پیٹی پر سلور پرلز لگے تھے۔چہرے کو میک اپ کی دبیز تہوں میں چھپائے وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔بال سیدھے کر کے کمر پر بکھیر رکھے تھے۔ہاتھ میں مشروب کا گلاس تھامے تفاخر سے کہہ رہی تھی۔

"اب ایک معروف بزنس ٹائیکون کی بیوی ہونے کے ناطے آپ کو سوشل گیدرنگز کا ناچاہتے ہوئے بھی حصہ بننا ہی پڑتا ہے۔ورنہ میں کافی پروائیوٹ ہوں۔"

خواتین اس کی تائید میں سر دھن رہی تھیں۔خوشامدی لہجے اور بناوٹی مسکراہٹیں۔ تبھی اس کا موبائل بجا،وہ معذرت کرتی وہاں سے ہٹ گئی۔

"کہو۔"

"کام ہو چکا ہے،آدھے گھنٹے بعد پولیس آجائے گی۔"نائل نے متبسم لہجے میں کہا۔

"سب ٹھیک سے ہونا چاہیے، نائل۔" اس نے جیسے تنبیہ کی۔ آنکھوں میں پریشانی تھی۔

"ڈونٹ وری، باس بھی آنے والے ہیں۔ سب انڈر کنٹرول ہے۔" وہ مطمئن تھا۔

حسام ایک میز کے گرد ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے تھے۔ تھری پیس میں وہ باوقار لگ رہے تھے۔ سامنے بیٹھے شیرازی صاحب کو یکدم جیسے کوئی خیال آیا۔

"زیان کب تمہیں بزنس میں جوائن کرے گا؟"

حسام کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ انہوں نے خفیف سا سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

"اسے جاب میں زیادہ دلچسپی ہے۔"

شیرازی نے ابرو چکا کر انہیں دیکھا۔

''جاب کے لئے انسان کو قید ہونا پڑتا ہے۔اس کی عیاشیاں دیکھ کر مجھے نہیں لگتا کہ وہ ایسے مزاج کا انسان ہے۔''انہوں نے جیسے کچھ جتایا تھا۔حسام نے برف نگاہیں مقابل کی طرف پھیریں۔

''عیاشیاں تو مجھے تمہارے بیٹے کی بھی یاد ہیں، کہو تو گنوادوں۔''انداز سرد تھا۔

شیرازی کی رنگت متغیر ہوئی۔

''ارے، میں تو مذاق کر رہا تھا۔اس میں سیریئس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔'' گڑبڑاتے ہوئے انہوں نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجالی۔حسام نے سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

''اور تم جانتے ہو کہ مجھے مذاق پسند نہیں ہے۔'' گردن موڑے ان کی نگاہیں درخت کے نیچے لگے ٹیبل پر جمی تھیں۔جہاں وہ دنیا جہاں سے بیزار بیٹھا تھا۔دل میں ہوک سی اٹھی۔کتنا اچھا ہوتا، اگر وہ ان کا فخر بن کر ان کے ساتھ کھڑا ہوتا۔کاش یہ فاصلے نہ آئے ہوتے۔

"انتظار تو نہیں کر رہے تھے؟"

عارب کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ ابرو بھینچے اس کے انداز میں اکتاہٹ تھی۔

"کہاں رہ گئے تھے؟"

عارب نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔ وہ بیٹھا نہیں۔

"ڈیوٹی سے آدھا گھنٹہ پہلے فارغ ہوا ہوں۔ ویسے تم نے باسل کو انوائیٹ نہیں کیا؟"

"مجھے مناسب نہیں لگا۔" کندھے اچکائے اس نے جواب دیا۔ عارب نے ایک اندر تک اترتی نگاہ اس پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

وہ موقعے کی مناسبت سے تیار نہیں ہوا تھا۔ سفید شرٹ پر اسکائی بلیو ڈینم شرٹ پہنے وہ بے نیاز لگ رہا تھا۔ چہرے سے واضح تھا کہ زبردستی اسے وہاں بٹھایا گیا تھا۔

"ویسے۔" عارب ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔ "جب تم کسی کی بات مانتے ہو تو نہایت دلچسپ لگتے ہو۔"

مسکراہٹ دبائے وہ سیدھا ہوا۔ زیان نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور تم اپنے پیروں پر کھڑے اچھے لگتے ہو۔"

وہ ہنس دیا۔ آہ، زیان ارتضی کے بھی اپنے ہی انداز تھے۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔

"میں کھانا لینے جا رہا ہوں، تمہیں تو نہیں چاہیے ہو گا نا؟"

"نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ کندھے اچکائے آگے بڑھ گیا۔ زیان وہیں بیٹھا رہا۔ وقتاً فوقتاً خود پر پڑتی نگاہوں کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس کے 'کارناموں' کے باعث وہ خاصا مشہور ہو چکا تھا۔ اسی

لئے وہ ان تقریبات کا حصہ نہیں بنتا تھا۔ کوئی تلخی تھی جو اس کے اندر بھرتی جا رہی تھی۔

تیز مردانہ کلون کی خوشبو اسے اپنے ارد گرد محسوس ہوئی اور پھر دو سیاہ بوٹ ٹیبل کے پاس آ رکے۔ زیان نے بے اختیار سر اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے گہری سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا حال احوال ہیں، ارتضی؟" اعتزاز نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ آنکھوں کی کاٹ مسکراہٹ میں چھپ گئی تھی۔ زیان نے ایک لمحے کے لئے اس کا ہاتھ تھاما پھر چھوڑ دیا۔

www.novelsclubb.com

"فائن، مسٹر آفندی۔" سنجیدہ لہجے میں کچھ باور کروایا۔ اعتزاز کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ سر کو خم دیا۔

"تم خفا لگتے ہو۔حالانکہ ناراض مجھے ہونا چاہیے تھا، نہیں؟"ابرو چکائے اس نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈال لئے۔گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں ٹھنڈی سی تپش تھی۔

"آپ سے خفا ہونے کا میرا کوئی رشتہ نہیں اور مجھ سے ناراض ہونے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔" سینے پر بازو لپیٹے اس نے کندھے اچکائے۔

"سیریئسلی؟"اعتزاز نے سر جھٹکا۔لبوں کی مسکراہٹ برقرار رہی۔"عرصے بعد ہمارا ٹاکرا ہوا اور تم اب بھی اکھڑے ہوئے ہو۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"وہ کوفت چھپائے کھڑا تھا۔

"تمہیں محتاط رہنا چاہیے، لگتا ہے کہ اپنی عمر سے بڑے دشمن بنا لئے ہیں تم نے۔" اعتزاز نے سرد لہجے میں گھمبیر سی تنبیہ کی۔

زیان چونکا تھا لیکن چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"آپ کو یہ کیوں لگا؟"

اعتزاز نے شانے اچکائے۔

"سیدھی سی بات ہے، تمہارے بارے میں جو خبریں نکلتی ہیں، ان سے تو یہی لگتا ہے کہ کوئی اپنی دشمنی نکال رہا ہے۔" وہ اندر تک اترتی نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑے کہہ رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے، ان خبروں میں صداقت ہو۔" آنکھیں سکیڑے اس کا انداز چبھتا ہوا تھا۔

"تمہیں مجھ سے بڑھ کر کون جانتا ہو گا؟ جو انسان حق کا ساتھ دے، وہ کیسے بھٹک سکتا ہے؟" اس کے انداز میں تپش اتر آئی۔

"بھٹکنے کے لئے لمحے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، آفندی صاحب۔ آپ انجوائے کریں۔" اکتاہٹ چھپاتا وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ قدم اس کی میز کی طرف بڑھا دیئے

جہاں عارب بیٹھا تھا۔اعتزاز پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پر تپش مسکراہٹ کے ساتھ اسے جاتے دیکھتا رہا۔

"کیا کہہ رہا تھا آفندی؟" عارب اسے محو گفتگو دیکھ کر قریب نہیں آیا تھا۔سو اب کانٹے سے چکن کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں۔" اس نے ٹال دیا۔حقیقت یہ تھی کہ اعتزاز کی باتوں نے اسے اندر تک الجھا دیا تھا۔

رنگ و بو کی اس محفل میں اس پل پولیس موبائل کے سائرن کی آواز گونجی تھی۔ عارب نے اچھنبے سے کانٹا نیچے کیا۔زیان نے مڑ کر دیکھا جہاں اینٹرنس میں پولیس یونیفارم پہنے ایس پی،ایونٹ مینجر سے بحث کر رہا تھا۔وہ بوکھلایا ہوا آگے سے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"یہ ایس پی تو قیر ادھر کیا کر رہا ہے؟ یہ علاقہ اس کی حدود میں تو نہیں آتا۔" عارب خود کلامی کے انداز میں بڑبڑایا۔مہمانوں میں خاموشی چھا گئی تھی۔حسام نا سمجھی

سے اندر داخل ہوتے ایس پی کو دیکھ رہے تھے۔ ملائکہ دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں کھڑی تھی۔ البتہ اعتزاز ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے، مشروب کا گلاس تھامے دلچسپی سے بیٹھا تھا۔

زیان نے ایس پی توقیر کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ آنکھوں میں نا سمجھی ابھری۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ عارب بھی ساتھ ہی اٹھا۔

"مسٹر زیان ارتضی، آپ کی کار سے دس کلو نکوٹین برآمد ہوئی ہے۔ ڈرگز سمگلنگ کے کیس میں آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے۔"

ہر روشنی دم توڑ گئی۔ خوشبوئیں تحلیل ہو گئیں۔ پولیس موبائل کا وہ بھدا سا سائرن موت کا نوحہ سنا رہا تھا۔ عارب نے بے یقینی سے سب سنا۔ مائعزم اور انابیہ ششدر رہ گئی تھیں۔ ملائکہ نے گہری سانس خارج کی۔ اعتزاز ہلکا سا مسکرایا۔ حسام کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

اور وہ کسی مجسمے کی طرح ساکت تھا جس میں حرکت کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی تھی۔ قدم جامد ہو گئے تھے۔ نگاہوں کے سامنے کئی منظر لہرائے۔ وہ زمین پر تھا، پاتال میں اتر گیا۔ بے تاثر تھا، بے حس ہو گیا۔ آگ تھا، برف ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر وہی سب کچھ دہرایا جانے لگا۔ ذہن میں جیسے کوئی جھکڑ چلنے لگے۔

عارب تیزی سے سامنے آیا۔

"مجھے اریسٹ وارنٹ دکھاؤ۔" اس نے درشتی سے کہا۔ توقیر نے استہزائیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور وارنٹ بڑھا دیئے۔ عارب کی پیشانی پر شکنوں کا اضافہ ہوتا گیا۔

www.novelsclubb.com

ایس پی نے طنز سے اسے دیکھتے ہوئے کانسٹیبل کو اشارہ کیا۔ وہ ہتھکڑی لئے آگے آیا۔

زیان نے ایک نگاہ باپ پر ڈالی جو سرخ چہرے کے ساتھ لب بھینچے اسے دیکھ رہے تھے۔ پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ اس کی نگاہ پیچھے گئی۔ مائعزم نے زخمی

نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔انابیہ کی آنکھوں میں کرب تھا۔ تاریخ پھر دہرائی جارہی تھی اور وہ پھر کچھ کرنے کے قابل نہیں تھیں۔

زیان ارتضی نے سپاٹ تاثرات کے ساتھ مٹھیوں کی صورت میں ہاتھ آگے کر دیئے۔عارب نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں۔کلک کی آواز گونجی۔وہ پھر انہی زنجیروں میں مقید ہو گیا۔قدم بڑھانے سے قبل ایک غیر ارادی سی نگاہ حسام پر ڈالی۔کوئی دھند تھی جو چھانے لگی۔وہ انتہائی شکستہ لگ رہے تھے۔اس نے اپنے باپ کا سر پھر جھکا دیا۔

"آئی ایم سوری۔" بنا آواز کے، بالکل اچانک اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔

حسام کا تنفس بھاری پڑنے لگا۔اہانت، ذلت، ان کا مٹی ہوتا مقام، لوگوں کی نظریں۔ان کے سوچنے سمجھنے کی ہر صلاحیت مفقود ہونے لگی۔اگلے ہی لمحے وہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھے اور پھر ان کا ہاتھ زیان ارتضی کے چہرے پر نشان چھوڑتا گیا۔

اس تھپڑ کی آواز دور تک گونجی تھی۔ کئی خواتین نے لبوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ موت سا سناٹا چھا گیا۔

"کفارِ مکہ اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے، کاش میں نے تمہیں مار دیا ہوتا۔" گیلی آنکھوں کے ساتھ ان کا لہجہ زخمی تھا۔

اس پل زیان ارتضی دلدل کی پستیوں میں اتر چکا تھا۔

*****

اگلی قسط:

"اسے ڈھونڈنے کا کوئی فائدہ نہیں، وہ کچھ کرنے والا ہے۔ کچھ ایسا جو نہیں کرنا چاہیے۔"

"اس نے یہ قدم اسی لئے اٹھایا ہے کیونکہ وہ کھائی میں چھلانگ لگانے کا فیصلہ کر چکا ہے"

"ایک دفعہ اگر اپنی راجدھانی چھوڑ دی جائے تو پھر وہاں کوئی جگہ نہیں بچتی۔"

"الگ سمت میں چلتے رستے اور انجان منزلوں کی راہیں ٹکرا چکی تھیں۔انجام دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔"

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ،ان شاءاللہ

www.novelsclubb.com